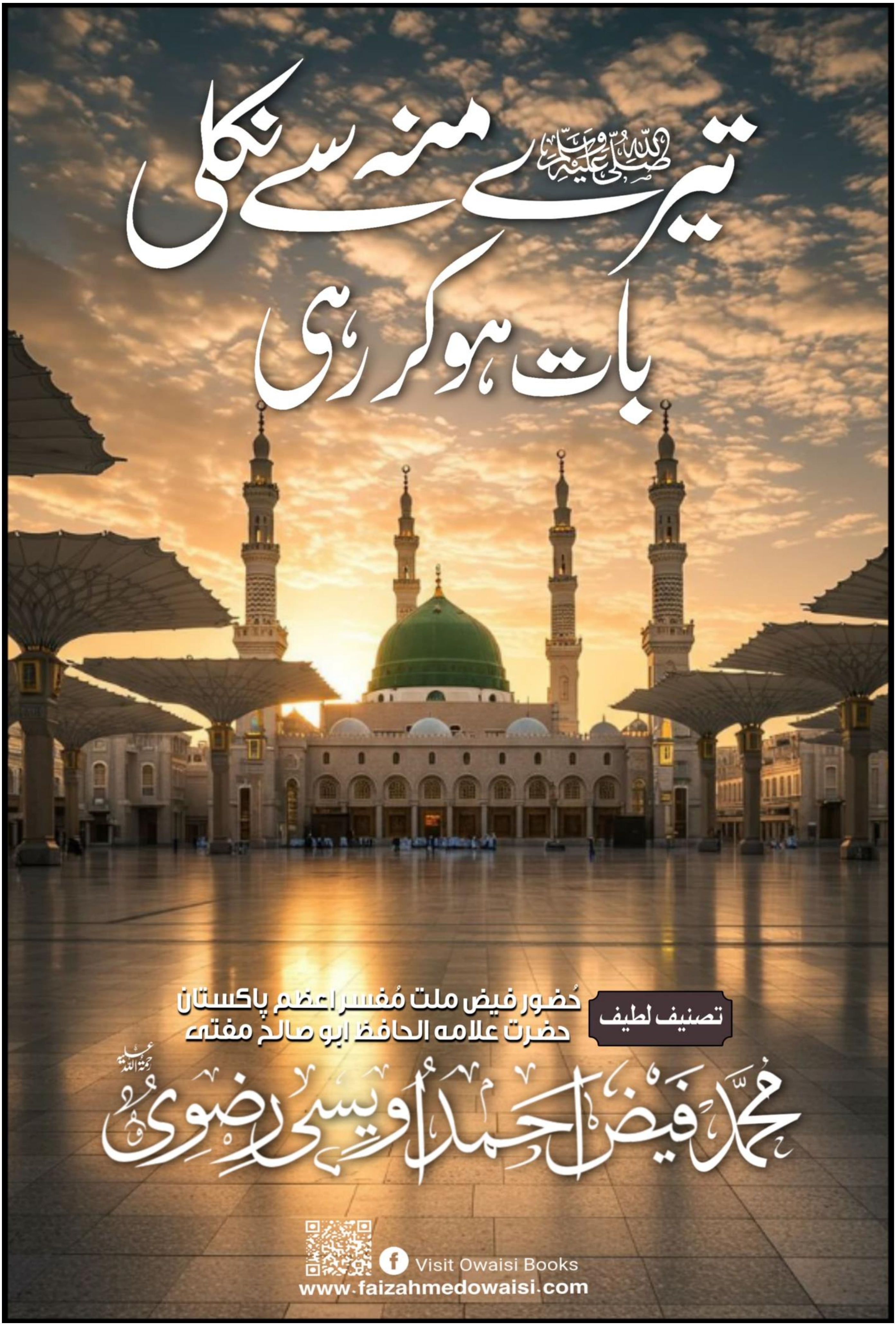
تیرے منہ سے نکلی ﷺ
بات ہو کر رہی
تصنیف لطیف
حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ
Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ، وَنُصَلِّي، وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ مَأۡذُوۡنٌ مِنَ اللّٰهِ (اللہ کی طرف سے اجازت یافتہ) ہیں جس طرح چاہیں جسے چاہیں جس کے لئے چاہیں عطا فرمائیں۔ اِسی لئے ہر بات جس طرح فرمائی اُسی طرح ہوئی۔ منکرینِ کمالات کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ فقیر اِس رِسالہ میں چند شَواہِد پیش کرتا ہے جس سے واضح طور پر ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی اُس کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام یوں ہوگا تو وہ اُسی طرح ہوا جیسے آپ ﷺ نے فرمایا۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مُرتد ہو گیا اور مُشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ[1] (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ، صفحہ: ۵۳۵)

ترجمہ: تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تجھ کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ (یعنی اپنے اندر نہیں رکھے گی)

لہٰذا جب وہ مَر گیا اور مُشرکوں نے اُسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا، کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کرتے تو قبر اُسے باہر پھینک دیتی۔

اِس طرح کے ایک نہیں سینکڑوں واقعات کُتُبِ اَحادیث وسِیَر میں ہیں چند ایک اِس کتاب میں بھی آئینگے۔

(۲) خود لفظِ کُن (ہو جا) بولیں تو وہ اُسی طرح ہو جائے جیسے آپ فرمائیں۔ اِس موضوع پر فقیر کا رسالہ "کُن کی زبان" پڑھئے۔

یہاں چند واقعات ملاحظہ ہوں:

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور ﷺ کی مجلس میں آجاتا اور جب حضور ﷺ کلام فرماتے تو وہ مُنہ مار مار کر آپ ﷺ کو سانگ لگایا (یعنی مذاق اُڑایا) کرتا تھا۔

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: كُنْ كَذٰلِكَ، فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتّٰى مَاتَ[2] (طبرانی، مستدرک، بیہقی، خصائص، جلد ۲، صفحہ: ۷۹)

ترجمہ: ایک دن حضور ﷺ نے اُس کو فرمادیا: ایسا ہو جا (پس آپ کی زبان پاک سے کلمہ کُن کا نکلنا تھا کہ وہ ایسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

دیکھئے حضور ﷺ نے جس کام کے لئے صاف لفظوں میں کُن (ہو جا) فرمادیا فوراً اُس کا وُجود ہو گیا جیسے اُوپر کے واقعہ میں ہوا۔

(۳) دل کا راز بتا کر کسی کی حالت بدل دیں:

مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ فَقَالَ: «كُلْ بِيَمِينِكَ» قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ «لَا اسْتَطَعْتَ» . مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قال: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ .[3]

(مسلم، مشکوٰۃ، صفحہ: ۵۳۶)

ترجمہ: تو حضور ﷺ نے اُس کو فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا اُس نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا یعنی بے کار ہے۔ آپ نے فرمایا: آج سے بیکار ہی ہے اُس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبُّر سے کیا تھا چنانچہ اُس دن سے وہ ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ پھر کبھی مُنہ تک نہ آ سکا۔

(۴) ہاتھ مبارک سے جو چاہیں کر دکھلائیں:

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک برتن پانی کا لایا گیا۔

(1) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في معجزات، الفصل اول، ۳/۱۶۵۵، الحديث: ۵۸۹۸، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵

(2) الخصائص الكبرى، ذكر معجزاته صلى الله عليه وسلم في أنواع الجمادات، ۲/ ۱۳۲، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(3) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في معجزات، الفصل اول، ۳/ ۱۶۵۷، الحديث: ۵۹۰۴، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ۱۹۸۵

فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثَمِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثَمِائَةٍ.[4] (بخاری شریف ومسلم شریف)

ترجمہ: تو آپ نے اپنا دَستِ مبارک (ہاتھ مبارک) اُس برتن میں رکھ دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے پُھوٹ نکلے جس سے تمام لوگوں نے وُضو کیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا تین سو(۳۰۰)۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مُعجزات کو باعِثِ برکت سمجھتے تھے یہ کہہ کر فرمایا کہ ہم ایک سفر میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے، پانی ختم ہو گیا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اِطلاع دی گئی فرمایا: بچا ہوا تلاش کرو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔

فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: «حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ المُبَارَكِ، وَالبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ» فَلَقَدْ رَأَيْتُ المَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔[5] (بخاری شریف)

ترجمہ: چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر کیا گیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس میں اپنا دست مبارک (ہاتھ مبارک) رکھ دیا اور فرمایا: آؤ، وُضو کرو، پیو، یہ برکت والا طیب وطاہر پانی اللہ کی طرف سے ہے اور بلاشبہ، میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک اُنگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے تھے اور جب ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رُوبرو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آواز سُنا کرتے تھے۔

کسریٰ کی شاھی: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کِسریٰ پَرویز کو دعوتِ اسلام کا خط لکھا تھا۔ اُس نے اسے پڑھ کر پھاڑ دیا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ سُنا تو فرمایا کہ اِس کا مُلک پارہ پارہ (ٹکڑے ٹکڑے) ہو جائے۔ چُنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فارس سے اکاسِرہ کی سَلطنت ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔[6]

زمین نے قبول نہ کیا: جنابِ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے محکم بن جثّامہ کو ایک سریہ[7] میں بھیجا تھا، جس پر عامر بن الاضبط کو امیر بنایا تھا، جب وہ ایک وادی کے درمیان پہنچے تو محکم نے عامر کو دھوکے سے ایک معاملے کے سبب، جو دونوں میں ہوا تھا، قتل کر دیا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ خبر لگی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ "محکم کو زمین قبول نہ کرے۔" اِس دعا کے سات دن بعد محکم مر گیا۔ جب اُس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اُس کو پھینک دیا۔ اِس طرح کئی دفعہ کیا گیا، مگر زمین نے قبول نہ کیا۔ آخر کار اُس کو ایک غار میں پھینک دیا گیا اور پتھروں کی ایک دیوار اُس پر بنا دی گئی۔[8]

سردی گرمی: بیہقی اور ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اِن کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچا۔" دعا کی برکت سے یہ حال ہوا کہ گرمیوں میں گرم اور جاڑوں (سردیوں) میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے، لیکن اِن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔[9]

(4) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فی معجزات، الفصل اول، ٣/ ١٦٥٩، الحديث: ٥٩٠٩، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

(5) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ٤/ ١٩٤، الحديث: ٣٥٧٩، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

(6) الشفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الرابع فيما أظهره الله على يديه منه المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات وفيه ثلاثون فصلا، الفصل الثاني والعشرون إجابة دعائه صلى الله عليه وسلم، ١/ ٦٣١، الناشر: دار الفيحاء، عمان الأردن، الطبعة: الثانية، ١٤٠٧ هـ ١٩٨٦م

(7) سَریہ اسلامی اصطلاح میں ان جنگی مہمات کو کہا جاتا ہے جن میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود شریک نہ ہوئے، بلکہ کسی صحابی کو امیر یا قائد بنا کر بھیجا۔

(8) البداية والنهاية، سنة سبع من الهجرة النبوية، السرية التي قتل فيها محلم بن جثامة عامر بن الأضبط، ٦/ ٣٧٠، الناشر: دار عالم الكتب، سنة النشر: ١٤٢٤هـ / ٢٠٠٣م

(9) سنن ابن ماجه، باب: فضل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ١/٤٣، الحديث: ١١٧، الناشر: دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي

دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني، الفصل الرابع والعشرون ذكر أخبار في أمور شتى دعا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستجيب له، دعاؤه بإذهاب البرد، ٣٩١/٤٦٣، الناشر: دار النفائس، بيروت، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ هـ ١٩٨٦م

فائدہ: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کا اثر حتمی (یقینی) تھا اور اِس پر بے شمار واقعات شاہد ہیں۔ فقیر نے اِس پر ایک رِسالہ لکھا ہے "نبی کی ہر دعا مُستجاب" اب مختلف واقعات اور روایات پیش کرتا ہوں، جس سے یقین ہو گا کہ تیرے مُنہ سے جو بات نکلی ہو کے رہی۔

وَمَا تَوْفِيْقِىْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ الرَّؤُفُ الرَّحِيْمِ وَعَلٰى آلِه وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ

بدری صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم مالا مال ہوگئے: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکثر نادار (بے گھر) وغریب تھے، لیکن نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوۂ بدر کے لئے حاضری سے اُنہیں مالا مال فرمادیا۔ چنانچہ مروی ہے کہ مدینہ منورہ سے نکلنے پر نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی "اللَّهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ ، وَعُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ ، وَجِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ ، وَعَالَةٌ فَأَغْنِهِمْ بِفَضْلِكَ"(10)

یعنی اِلٰہی یہ لوگ پیادہ ہیں، اِن کو سواریاں عطا فرما، یہ برہَنہ (بے لباس) ہیں، اِن کو لباس عطا کر، یہ بھوکے ہیں، اِن کو سیر کر دے، یہ نادار ہیں، اِن کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ (جلد۴، صفحہ: ۱۶، مظھری۔ جلد۱، صفحہ: ۵۳۱، خصائص)

فائدہ: حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شاندار فتح ہوئی اور ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ایک گھوڑا یا دو دو اُونٹ مُیَسَّر ہوئے علاوہ ازیں (اس کے علاوہ) غنیمت (کے مال) میں بہت سا کپڑا اور کھانے کی اَشیاء ہاتھ لگیں۔ اُس کے بعد بھی بہت سے فقیر و مسکین صحابہ اتنے غنی ہوئے کہ اُمرائے زمانہ (حکمران طبقہ)، اِن کی دولت و غناء پر رشک کِنان (رشک کرنے والے) تھے۔

ہمیشہ کے لئے مدینہ پاک مل گیا: حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو رب عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: " اللَّهُمَّ إِنَّكَ أخرجتني من أحب الْبِقَاعِ إِلَى فاسكني فِي أحب الْبِقَاعِ إِلَيْكَ"(11)

ترجمہ: یااللہ تونے مجھے میری محبوب ترین جگہ سے نکالا، اب مجھے اُس جگہ میں ٹھہرا جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ بہترین ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ(12) یااللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو۔

فائدہ: ایسی روایات کی تفصیل وسندات "وفاء الوفاء للسمهودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" میں اُن کے فیض سے فقیر کی تصنیف "محبوبِ مدینہ" میں دیکھئے۔

انتباہ: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ مُنہ مانگا محبوب مدینہ، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہمیشہ تک عطا کر دیا بلکہ قیامت میں بھی پھر الی الآباد (ہمیشہ ہمیشہ تک) اور مکہ معظمہ سے اُمور کا سلسلہ مُنقطع (ختم) ہوگیا کہ وہاں کی موت تک گوارا نہ تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "محبوبِ مدینہ"

نوٹ: نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طلبِ مذکور کا ذکر نہ صرف اَحادیث مبارکہ میں ہے بلکہ قرآن میں بھی مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔(13) (پارہ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۰)

(10) التفسير المظهري، الانفال: ٥، ٤/ ١٦، الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: ١٤١٢هـ۔ الخصائص الكبرى، باب: ذكر المعجزات الواقعة في الغزوات، ١/ ٣٢٧، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

الخصائص الكبرى، باب: ذكر المعجزات الواقعة في الغزوات، ١/ ٣٢٧، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

(11) الخصائص الكبرى، باب: دعاء رد البصر للأعمي، ٢/ ٣٥٠، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

(12) وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الأول/ في تفضيلها على غيرها، ١/ ١٥٣، الناشر: مكتبة دار الزمان، ١٤٢٩هـ

(13) الاسراء: ٨٠

ترجمہ: اے حبیب (ﷺ) کہو کہ "اے میرے رب (عزوجل) مجھے مدخل صدق میں داخل فرما اور مخرج صدق سے نکال۔"

فائدہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس آیت کریمہ میں **مُدْخَلَ صِدْقٍ** سے مراد: مدینہ منورہ اور **مُخْرَجَ صِدْقٍ** سے مراد: مکہ مکرمہ ہے۔[14]

تَجرِبہ اُویسی غفرلہ: یہ نبی پاک ﷺ کے مُنہ سے نکلی ہوئی بات (دعا) نہ صرف آپ ﷺ کے لئے ہے، بلکہ جو اُمتی بھی مخلصانہ طور پر (اخلاص کے ساتھ) اِس دعا پر مداوَمت (ہمیشگی) کرے اور کثرت سے پڑھے تو اُس کی رہائش دائمی یعنی تادمِ زندگی نہایت شان سے بسر ہوگی بلکہ فقیر کا تجربہ ہے کہ سفر میں وقتِ اِقامت یا قبل از اِقامت یہ دعا پڑھی جائے تو نہایت عزت واحترام سے رہائش اور شب باشی (رات گزارنا) نصیب ہوتی ہے، بلکہ فقیر تو سفر سے واپسی کے وقت اپنے غریب خانہ میں جانے سے پہلے یہی دعا مبارک پڑھتا ہے تو گھر والوں کو بسکون اور خوش پاتا ہے۔

فائدہ: گھر سے باہر کہیں جانا ہے تو سفر کے شرعی ہدایات کے علاوہ یہ دعا پڑھ کر جائیں تو سفر باحفاظت اور خیر و بھلائی سے بسر ہوگا۔

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا۔[15] (پارہ: ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۸۰)

منہ مانگی بارش: نبی پاک ﷺ جب چاہتے جیسے چاہتے اللہ تعالیٰ اُسی طرح کی بارش برساتا۔ چنانچہ اہلِ سِیَر (سیرت نگار) فرماتے ہیں کہ ۶ ہجری کے رمضان المبارک میں لوگوں نے قحط سالی اور اِمساکِ باران (بارش نہ ہونے) سے تنگ آکر حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ سے دعائے اِستِسقاء[16] کی درخواست کی آپ ﷺ نے ایک وقت مقرر فرماکر حکم دیا کہ پھٹے پُرانے کپڑے پہن کر جس کے سبب ظاہری عاجزی وغُربت معلوم ہو اور نہایت خضوع وخشوع اور تضرّع وزاری کے ساتھ جس سے باطن کا دُکھ ثابت ہو عید گاہ چلو۔ چلتے چلتے حضور اکرم ﷺ نے بھی اپنی چادر مبارک اُلٹ لی کہ نیچے کا رُخ اوپر اور اوپر کا نیچے ہوگیا۔ آپ ﷺ کے عمامہ کے پیچ سب ڈھیلے اور سر مبارک سے لٹکتی ہوئی چادر کے پلے بے ترتیب اُلٹے پلٹے دوش مبارک پر پڑے تھے۔ رُجوعِ قلب (باطنی توجہ) اور مُسْتَمَنْدانہ صورت (فقیرانہ حالت) سے وہ خلق اللہ (مخلوق) کا یہی خواہ (توجہ کا مرکز ذات مصطفی ﷺ) نبی ﷺ عید گاہ میں پہنچا۔ وہاں دو رکعت نماز بے اذان واقامت ادا کی۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ کہی گئیں اور دونوں رکعتوں میں سورۃ الاعلیٰ وسورۃ الغاشیہ پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ سورۂ ق و آیۂ اقتربت الساعۃ پڑھی گئی تھی۔ پھر خطبہ پڑھ کر روبقبلہ کھڑے ہوئے دعا مانگی۔ روایاتِ صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ ابھی تک عید گاہ سے نکلے نہ تھے کہ اَبرُ (بادل) نے آسمان کو گھیر لیا اور بوندیں پڑنے لگیں پھر کئی دن تک مُتواتر (مسلسل) شب وروز ایسی بارش رہی کہ جل تھل بھر گئے[17] (یعنی پورا علاقہ پانی سے بھر جانا)۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے مہرِ رسالت ﷺ مسجد میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے ایک اعرابی (دیہاتی) مسجد میں آیا اور مُلتَمِس (عرض گزار) ہوا کہ

"يَا رَسُولَ اللهِ: هَلَكَتِ الْمَوَاشِي، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ (وأحمرت الشجر)"

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ خشک سالی سے مویشی ہمارے ہلاک ہوگئے اور اہل وعیال بھوکے مرتے ہیں، راہیں بند ہوگئیں، (درخت سوکھ گئے)، دعا کیجئے کہ خدا ہمیں (بارش) برسائے۔

آپ ﷺ نے اُسی وقت دستِ حق پرست آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کی: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا

یعنی یا الٰہ العلمین ہمیں بارش عطا فرمادو یا تین مرتبہ کہا۔

(14) - دلائل النبوة للبيهقي. جماع أبواب المبعث. باب قول الله عز وجل وقل رب أدخلني مدخل صدق وأخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا ١٧: ٨٠ [١]. ٢/ ٥١٧.
الناشر: دار الكتب العلمية. دار الريان للتراث. الطبعة: الأولى ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨م

(15) - الاسراء: ۸۰

(16) - دعائے استسقاء وہ دعا ہے جو بارش کی طلب اور قحط سالی کے خاتمے کے لیے پڑھی جاتی ہے۔ طضیائی

(17) - یہ واقعات احادیث وسیر کی مختلف کتابوں میں مختلف روایات کے ساتھ موجود ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اُس وقت آسمان میں ہم بادل کا ٹکڑا تک نہ دیکھ رہے تھے لیکن ابھی حضور ﷺ اپنے دست مبارک نیچے بھی نہ لائے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند اُمڈ کر آگئے اور بارش شروع ہوگئی دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ پھر وہی اَعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ مکانات گر گئے اور مال غرق ہوگئے، راستے بند ہوگئے، دعا فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ بادل کھول دے یعنی بارش بند ہو۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ انسان بھی عجیب مخلوق ہے اُسے کسی طرح چین نہیں ہے۔ اشارہ انگلی کا فرمایا تو اَبر (بادل) اِدھر اُدھر ہٹا، چاروں طرف برستا تھا لیکن مدینہ خشک مثلِ خیمہ کے نظر آتا تھا پہاڑوں سے پانی بہتا ہوا چلا آتا تھا۔ یہاں تک کہ اُحد (پہاڑ) کے نزدیک وادیٔ قناوہ کا رود خانہ (نہر) مہینہ بھر کامل جاری رہا۔[18]

نہ ایک بار بلکہ بار بار: کسی کا ذہن اِس غلطی کا شکار نہ ہو کہ وقتی طور پر ایسا ہوا ہوگا، بلکہ جب چاہا اُسی طرح ہوا جیسے آپ ﷺ نے چاہا۔ حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلوی نے فرمایا کہ صاحبِ سفر السعادت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے دعائے اِستِسقاء چھ صورتوں میں واقع ہوئی ہے۔

اول وجہ (صورت) یہ کہ جمعہ کے دن خطبہ کے دوران بارش کی دعا مانگی اور فرمایا:

" اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا، وَلَا عَلَيْنَا "[19] یعنی اے خدا! ہمارے اِرد گرد بارش فرما، ہم پر نہیں۔

ایک روایت میں اتنا یاد ہے: اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا۔[20]

جیسا کہ بخاری و مسلم، موطا و ابو داؤد اور نسائی میں بروایاتِ متنوعہ (مختلف روایتوں کے ساتھ) سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں قحط پڑا تو حضور ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، اچانک ایک اَعرابی (دیہاتی) نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ: هَلَكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللهَ لَنَا[21] یعنی مال ہلاک ہوگئے، بچے بھوک سے مر گئے، ہمارے لئے دعا فرمایئے۔

ایک روایت میں ہے: قَحَطَ المَطَرُ، وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ، وَهَلَكَتِ البَهَائِمُ[22]

یعنی بارش نے خشکی ڈالی، درخت سوکھ گئے اور جانور تباہ ہوگئے۔

ایک روایت میں ہے: فَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي الخ. هُدِمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ.[23]

یعنی مویشی تباہ ہوگئے، گھر والے ہلاک ہوگئے اور لوگ ہلاک ہوگئے۔

اِس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک (ہاتھ مبارک) اُٹھائے اور فرمایا: " اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا " چار مرتبہ کہا۔ ایک روایت میں ہے تین مرتبہ کہا اور ایک روایت میں ہے کہ " اللَّهُمَّ اسْقِنَا " دو مرتبہ یا تین مرتبہ کہا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "بادلوں

(18) - صحيح البخاري. ١٥ أبواب الاستسقاء. باب الاستسقاء في المسجد الجامع. ٢ / ٢٨. الحديث: ١٠١٣. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى. ١٤٢٢هـ

(19) - صحيح البخاري. ١٥ أبواب الاستسقاء. باب الاستسقاء في المسجد الجامع. ٢ / ٢٨. الحديث: ١٠١٣. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى. ١٤٢٢هـ

(20) - ایضاً

(21) - صحيح البخاري. ١٥ أبواب الاستسقاء. باب الاستسقاء في المسجد الجامع. ٢ / ١٢. الحديث: ٩٣٣. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى. ١٤٢٢هـ

(22) - صحيح البخاري. ١٥ أبواب الاستسقاء. باب الدعاء إذا كثر المطر حوالينا ولا علينا. ٢ / ٣٠. الحديث: ١٠٢١. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى. ١٤٢٢هـ

(23) - فتح الباري بشرح البخاري. كتاب الاستسقاء. باب الاستسقاء في المسجد الجامع. قَوْلُهُ: (هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ). ٢ / ٥٠٥. الحديث: ١٠١٣. الناشر: المكتبة السلفية – مصر. الطبعة: «السلفية الأولى». ١٣٨٠ - ١٣٩٠ هـ

کا نشان تک نہ تھا لیکن حضور ﷺ کی دعا سے بادل اُمڈ آئے اور بارش ہوگئی دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ پھر وہی اَعرابی (دیہاتی) آیا اور اُس نے کہا یارسول اللہ: "هُدِمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ." یعنی مکانات گر گئے اور مال غرق ہوگئے۔

ایک روایت میں ہے: "هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللهَ يُغِثْنَا"(24)

یعنی مال تباہ ہوگئے، راستے بند ہوگئے، دعا فرمایئے تاکہ اللہ تعالیٰ بادل کھول دے۔

اِس پر حضور ﷺ نے اپنے دونوں دستِ مبارک اُٹھائے ایک روایت میں ہے حضور ﷺ نے بنی آدم کی زَوْدْرَنجی (رنجیدگی) پر تبسُّم فرمایا اور دعا کی: "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا، وَلَا عَلَيْنَا" یعنی اے خدا ہمارے ارد گرد بارش فرما ہم پر نہیں۔

ایک اور روایت میں اتنا زیادہ ہے: اللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ، وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ، وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ(25)

یعنی اے خدا! کھیتوں پر، باغوں پر، چشموں پر اور درختوں جڑوں پر بارش فرما۔

اور جس طرف حضور ﷺ اُنگشتِ مبارک (انگلی مبارک) سے اشارہ فرماتے جاتے اُس طرف سے بادل چھٹتا (ہٹتا) جاتا۔ یہاں تک کہ مدینہ کے اُوپر سے بادل صاف ہوگیا اور وادیاں جل تھل (سیراب) ہوگئیں۔ ارد گرد بارش ہوتی رہی اور یہ سلسلہ ایک مہینہ تک جاری رہا، جس نواح (طرف) سے بھی کوئی آتا، بارش کی خبر دیتا۔ ایک روایت میں ہے کہ مدینہ پر سے بادل چھٹ گیا اور یہاں ایک قطرہ تک نہ برسا۔ یہ واقعہ مسجدِ نبوی شریف میں جمعہ کے دن خطبہ کے دوران کا ہے۔

دوسری صورت وہ ہے جسے ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قحط اور خشک سالی کی شکایت کی، اُس پر حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ عید گاہ کے میدان میں منبر رکھا جائے اور صحابہ کو ایک خاص دن مُتعَیَّن (خاص) کرکے بتایا کہ وہاں پہنچ جائیں۔ چنانچہ مُعَیَّنَہ (خاص) دن میں صحابہ وہاں پہنچ گئے اور حضور اکرم ﷺ طلوعِ آفتاب کے بعد نہایت تواضُع وخُشوع اور اِنکساری کے ساتھ باہر تشریف لائے، جب عید گاہ پہنچے تو منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ دیا۔ اُس خطبہ کا اتنا حصہ محفوظ ہے، فرمایا:

(بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) [الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ] لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ اللهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى خَيْرٍ۔

یعنی اللہ کے نام سے شروع جو رحمن ورحیم ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا رب ہے رحمت والا مہربان، مالک قیامت کے دن کا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش بھیج اور بنا ہمارے لئے اس بارش کو قوت اور بلاغ اس پریشانی میں۔

اِس کے بعد حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو اٹھایا اور تضرّع وابتہال (عاجزی وگڑگڑانا) شروع فرمایا اور دست ہائے مبارک کے اٹھانے میں خوب مبالغہ کیا حتیٰ کہ آپ کے دونوں بغل شریف کی سفیدی ظاہر ہوگئی پھر رُوبقبلہ ہوکر حاضرین کی طرف سے پُشت کی اور چادر مبارک کو اِس طرح پلٹا کہ داہنا کنارہ بائیں کو اور بایاں کنارہ داہنے کو اور اندر کا حصّہ باہر کو اور باہر کا حصہ اندر کی طرف ہوگیا۔ آپ ﷺ کی چادر شریف سیاہ رنگ کی تھی۔ اِسی طرح قبلہ رو کھڑے ہوکر دعا مانگی۔ اِس کے بعد منبر سے نزول فرمایا اور نماز شروع فرمائی اور بغیر اذان واقامت کے دو رکعتیں پڑھیں اور قرات میں جہر فرمایا، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى" پڑھی اور دوسری رکعت میں "هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" تلاوت فرمائی سورۂ قاف

(24) سنن النسائي، كتاب الاستسقاء، باب: ذكر الدعاء، ٣/١٦١، الحديث: ١٥١٨، الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦ ١٩٨٦

(25) صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، ٢ باب الدعاء في الاستسقاء، ٢/٦١٢، الحديث: ٨٩٧، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،

اور اقتربت الساعة بھی مروی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کے آخر میں ہے کہ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حق تعالیٰ نے بجلی اور کڑک کے ساتھ بادل بھیجے جو برسنے لگے یہاں تک کہ مسجد نبوی شریف میں پہنچنے تک سیلِ رواں (تیز دھارا) ہوگیا۔ جب لوگوں کی جلدی اور پریشانی مشاہدہ فرمائی تو تبسّم فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔[26]

تیسری صورت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی مسجد میں جمعہ کے علاوہ اِستِسقاء فرمائی جیسا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بروایتِ یزید بن عبید اللہ السُّلَمِيِّ، نقل کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو قبیلہ بنی فزارہ کا وفد عورتوں اور بچوں کے ساتھ تباہ حال آیا اور قحط کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب عز و جل سے ہمارے لئے بارش کی دعا کیجئے اور اپنے رب عز و جل سے ہماری شفاعت فرمایئے تاکہ آپ ﷺ کی وجہ سے وہ شفاعت فرمائے۔ فرمایا: سبحان اللہ! افسوس ہے تم پر سب شفاعت اللہ تعالیٰ سے کرو ایسا کون ہے جس سے رب تعالیٰ شفاعت کرے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَظِيمُ" اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری آہ وزاری اور تمہاری فریاد واِستغاثہ پر اپنی شان کے لائق تبسّم فرماتا ہے۔ اَعرابي (دیہاتی) درمیان میں کھڑا ہوا اُس نے کہا: کیا رب العزت تبسّم فرماتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! تبسّم فرماتا ہے۔ اِس پر اعرابي (دیہاتی) نے کہا: پھر تو ہرگز رب تعالیٰ سے طلبِ خیر نہ کریں گے، وہ تبسّم فرماتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ اَعرابي (دیہاتی) کی اِس بات سے حضور ﷺ کو ہنسی آگئی پھر منبر پر تشریف لائے اور دستِ مبارک دعا کے لئے دراز فرمائے اور بارش کے لئے دعا فرمائی یہاں تک کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔[27] (الحديث)

اِس تیسری صورت میں نمازِ اِستِسقاء اور خطبہ محفوظ نہیں ہے، بلکہ محض دعا فرمانا ہے۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی مسجدِ نبوی شریف میں دعا فرمائی اور بیٹھ کر اِستِسقاء کی، منبر پر نہ چڑھے اُس روز کی دعا میں سے اتنا محفوظ ہے کہ فرمایا: "اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ"[28] ایک روایت میں "غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ"[29]

پانچویں صورت یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے ایک مکان میں دعا فرمائی، جو مسجد کے باہر "زوراء" کے قریب ہے جسے "احجاز الزیت" بھی کہتے ہیں اور وہ مسجدِ نبوی کے باب السّلام کے قریب واقع ہے، اِس جگہ ایک مرتبہ اِستِسقاء فرمائی۔

چھٹی صورت، غزوات میں واقع ہے کہ بعض غزوات میں مُشرکوں نے چشموں پر قبضہ کرلیا، پانی کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور مسلمان بے آب (بنا پانی کے) رہ گئے اور جب اُن پر تِشنگی (پیاس) غالب ہوئی تو (حضور ﷺ کی) بارگاہ میں عرضِ حال کیا اور منافقوں اور مُشرکوں نے کہا کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو مسلمانوں کے لئے بارش کی دعا مانگتے، جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے اِستِسقاء کیا۔ اُن کی مراد ظاہر ہے کہ پتھر پر عصا مار کر اُس سے بارہ چشمے نکالنے سے رہی ہوگی۔ یہ خبر حضور اکرم ﷺ کو پہنچی تو فرمایا: وہ ایسا کہتے ہیں تو اے مسلمانوں! تم ناامید نہ ہو، ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تمہیں بھی پانی عطا فرمائے۔ اُس وقت آپ ﷺ نے دونوں دستِ مبارک اُٹھائے اور دعا کی اُسی وقت بادل نمودار ہوا، جس سے عالَم تاریک (سیاہ) ہوگیا اور بارش ہونے لگی، جس سے بڑی بڑی وادیاں لَبریز ہوگئیں۔ یہ وہ چھ صورتیں ہیں، جن کو سَفَرُ السَّعَادَةِ[30] میں بیان کیا گیا ہے۔

(26) -سنن أبي داود، كتاب صلاة الصلاة، باب رفع اليدين في الاستسقاء، ٢/٣٧٤، الحديث١١٧٢، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م

(27) -دلائل النبوة للبيهقي، باب استسقاء النبي صلى الله عليه وسلم واجابة الله تعالى إياه في سقياه، ثم دعائه بالكشف حين شكوا اليه كثرة المطر، واجابة الله تعالى إياه فيما دعاه وما ظهر في ذلك من آثار النبوة، ٦/١٤٣، الناشر: دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى ١٤٠٨هـ ١٩٨٨م

(28) -سنن ابن ماجه، أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، ١٥٤ باب ما جاء في الدعاء في الاستسقاء، ٢/٣٢٠، الحديث: ١٢٧٠، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م

(29) -سنن ابن ماجه، أَبْوَابُ إِقَامَةِ الصَّلَوَاتِ وَالسُّنَّةِ فِيهَا، ١٥٤ باب ما جاء في الدعاء في الاستسقاء، ٢/٣٢١، الحديث: ١٢٧٠، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠هـ ٢٠٠٩م

(30) -من هدى الرسول المسمى سفر السعادة، ص١٠٠، الناشر: مركز الكتاب للنشر، الطبعة، ١٩١٧م

کفّار بھی مانتے ہیں کہ تیرے منہ سے بات نکلی ہو کر رہی: حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے قریش پر قحط میں مبتلا ہونے کی دعا فرمائی، اِس دعا میں فرمایا: "اللّٰھُمَّ سِنِینَ کَسِنِيِّ یُوسُفَ" ایک روایت میں ہے "سَبْعًا کَسَبْعِ یُوسُفَ" مطلب یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی مانند اتنے ہی سال یا سات سال تک اُن پر مسلّط رہا قحط۔ پھر اُن کا حضور اکرم ﷺ کی بار گاہ میں آکر گڑ گڑانا اور آہ وزاری کرنا بھی مشہور و معروف ہے۔ کفّار سخت ذلیل ہوئے بالآخر ابو سفیان آپ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کرتا ہے کہ محمد ﷺ دیکھتے نہیں کتنا سخت قحط پڑا ہوا ہے، آسمان سے بوند نہیں برستی، تمہاری قوم اور قرابت دار (قریبی رشتہ دار) تباہ ہوئے جاتے ہیں، ایسے ظالم اور ستم گوش (ستم شنید) بھائی کی درخواست رد نہیں کرتے، دعا کو ہاتھ اٹھاتے ہیں اور بارش ہوتی ہے۔[31] اِس کی وضاحت مختصراً حاضر ہے۔

کفار کی ذلت کا نمونہ: احادیث مبارکہ میں ہے کہ جب قریش نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی: یا اللہ عزوجل! اِن پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ قریش نے مردار اور ہڈیاں کھائیں۔ ابو سفیان نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا محمد ﷺ! آپ ﷺ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ قحط دور ہو جائے۔ پس آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہوگئی۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: کفارِ مکہ رسول اکرم ﷺ کے جانی دشمن تھے لیکن آپ ﷺ کے کمالات کے مُعترِف (قائل) تھے اور بوقتِ ضرورت آپ ﷺ کے کمالات کا اِظہار بھی کرتے تھے۔ مجملہ (خاص طور پر) اُن کے طلبِ بارش (دعائے استقاء) کا کمال بھی ہے کہ جیسے اِس موقعہ پر ابو سفیان نے بحالتِ کفر قوم پر شدّتِ فاقہ (بھوک وپیاس کی شدت) دیکھ کر حضور نبی پاک ﷺ کی طرف رُجوع کیا اور نہ صرف یہ موقعہ بلکہ بارہا ایسا ہوا چنانچہ حضور ﷺ کے دور میں بھی ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے بھتیجے کو کہو کہ وہ ہمارے لئے بارش طلب کرے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے پیارے پیارے گورے گورے ہاتھ اُٹھے تو بارش ہوگئی۔ تفصیل دیکھئے "بچپن حضور ﷺ کا"۔

شیطان کو بھگا دیا: حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ فتحِ مکہ کے بعد قبیلۂ ہوازن سے جنگ کرنے کے لئے نکلے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اِنتقام کا بہترین موقع ہے، شاید گڑبڑ میں محمد (ﷺ) کو قتل کر کے اپنے باپ، چچا اور بنی اَعمام کے جنگِ اُحد میں قتل ہونے کا بدلہ لینے میں کامیاب ہو جاؤں۔ اُس وقت میرا خیال تھا کہ اگر تمام عرب و عجم کے لوگ محمد ﷺ کے تابع (فرمانبر) ہو جائیں تو بھی میں ہرگز اُن کے تابع نہ ہوں گا بلکہ اُن سے میری عَداوت (دُشمنی) اور بھی بڑھتی جائے گی۔

جب میدانِ جنگ میں خُوب زور و شور سے گڑ بڑ ہوئی تو حضرت محمد ﷺ پیادہ (پیدل یا بغیر سواری کے) ہو گئے اور میں اُس وقت بالکل آپ ﷺ کے قریب تھا، میں نے وار کرنے کے ارادے سے تلوار اُٹھائی تو اچانک ایک شُعلۂ برق (چمکدار شعلہ) مثلِ آگ میری طرف آیا، جس سے میری آنکھیں چکاچوند (جگمگ) ہو گئیں۔ میں نے اپنی نگاہ کے خوف سے اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیا۔ رسولِ پاک ﷺ نے مڑ کر مجھے دیکھ کر فرمایا: اے شیبہ میرے نزدیک آؤ میں آپ ﷺ کے نزدیک گیا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا، پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

"اللّٰھُمَّ أَعِذْهُ مِنَ الشَّیطَانِ" یعنی الٰہی اِسے شیطان سے اپنی پناہ میں لے۔

شیبہ نے کہا: واللہ (اللہ کی قسم) آپ ﷺ اُسی گھڑی مجھ کو میری سَماعت، میری بصر اور میرے نفس (یعنی مجھے میری جان) سے زیادہ دوست (محبوب) ہو گئے اور جو عَداوت (دُشمنی) میرے دل میں تھی، خدا نے اُس کو دور فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: نزدیک آجاؤ اور جنگ کرو، میں نے لڑنا شروع کیا، اُس وقت میری یہ کیفیت (حالت) تھی کہ اگر میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اُس پر بھی وار کرنے سے دَریغ (گریز) نہ کرتا۔ جنگ کے اِختتام پر میں حضور

(31) - صحیح بخاري، کتاب تفسیر القرآن، باب {یغشی الناس هذا عذاب ألیم} [الدخان: ١١]، ٦/ ١٣١، الحدیث: ٤٨٢١، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانیة بإضافة ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولی، ١٤٢٢ھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے خیمے میں گیا، حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اے شیبہ جو ارادہ دل میں تو نے کیا تھا، خدا کا ارادہ، اُس سے بہتر تھا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے میرے تمام دلی اِرادے بیان فرمادیئے، اِس پر میں نے خلوصِ دل سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی رسالت کی گواہی دی اور میں نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے عرض کی کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میری بخشش کی دعا فرمائیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بخش دیا۔[32] (خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ: ۱۷)

نوفل بن خویلد: غزوۂ بدر میں جب دونوں طرف سے لڑائی کے لئے لوگ تیار ہوئے تو نوفل نے بلند آواز سے کہا: اے گروۂ قریش! آج ہمارے غلبے کا دن ہے۔ اس پر حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي نَوْفَلَ بْنَ خُوَيْلِدٍ" یعنی الٰہی مجھے نوفل بن خویلد سے کفایت دے۔

پھر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: کون شخص ہے جس کو نوفل بن خویلد کا علم ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم میں نے اُسے واصلِ جہنم کر دیا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تکبیر کہی اور فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَجَابَ دَعْوَتِي فِيهِ"

یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں، جس نے اِس بارے میں میری دعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا۔[33]

فائدہ: اِس سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے منہ سے نکلا کہ نوفل سے کفایت فرما تو وہی ہوا جو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے چاہا، وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی اِس تعریف "جو تیرے منہ سے نکلا ہو کر رہا" سے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو قلبی سُرور ہوتا ہے اور جس بات سے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو قلبی سُرور ہو، اُسے شرک کے فتویٰ سے ملوّث کیا (یعنی ملایا) جائے، کتنی بدقسمتی کی بات ہے۔

نکتہ: نعرۂ تکبیر بہیئتِ کذائیہ کا ثبوت نہیں[34]، ہاں! اہلِ سنّت کے قاعدہ پر یوں ثابت ہے کہ اِس کی اصل تو ایک یہی حدیث ہے کہ خوشی کے وقت، منہ مبارک سے نکل گیا اللہ اکبر، اُس کے بعد میں ہیئت و طریقہ بدلا ہے، اِس معنی پر نعرۂ تکبیر بدعتِ حسنہ[35] (اچھی بدعت) ہے یہی حال نعرۂ رِسالت اور نعرۂ خِلافت اور نعرۂ حیدری و نعرۂ غوثیہ وغیرہ کا ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "نعرۂ تکبیر بدعت یا نعرۂ رسالت۔"

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت کا درجہ بخشا: عبداللہ ابھی بچے تھے کہ باپ مر گیا۔ آپ کی پرورِش چچا نے کی۔ جب جوان ہوئے تو چچا نے اونٹ، بکریاں، غلام دے کر، اُن کی حیثیت (مالی حالت) درست کر دی۔ عبداللہ نے اسلام کے متعلق کچھ سنا اور دل میں توحید کا ذوق پیدا ہوا، لیکن چچا سے اِس قدر ڈر تھا کہ اِظہارِ اسلام نہ کر سکے۔ جب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فتحِ مکہ سے واپس آگئے تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چچا سے جا کر کہا، چچا مجھے برسوں انتظار کرتے گذر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کا شوق پیدا ہوتا ہے اور آپ کب مسلمان ہوتے ہیں لیکن آپ کا حال وہی پہلے کا سا چلا جاتا ہے، میں اپنی عمر پر زیادہ بھروسہ نہیں کر سکتا، مجھے اجازت فرمائے کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔ چچا نے جواب دیا: دیکھ! اگر تو محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کا دین قبول کرنا چاہتا ہے تو میں سب کچھ تجھ سے چھین لونگا، تیرے بدن پر چادر اور تہبند تک باقی نہیں رہنے دونگا۔

عبداللہ نے جواب دیا: چچا میں مسلمان ضرور بنوں گا اور محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا دین قبول کروں گا۔ شرک اور بُت پرستی سے بیزار ہو چکا ہوں، اب آپ کی مرضی ہے کر گزریں اور جو کچھ میرے قبضہ میں زرومال (مال و دولت) ہے سب سنبھال لیجئے، میں جانتا ہوں کہ اِن سب چیزوں کو آخر ایک روز یہیں دنیا میں چھوڑ جانا ہے، اِس لئے میں اِن کے لئے سچے دین کو ترک (چھوڑ) نہیں کر سکتا۔

عبداللہ نے یہ کہہ کر بدن کے کپڑے تک اتار دیئے اور برہنہ ہو کر ماں کے سامنے گیا۔ ماں دیکھ کر حیران ہوئی کہ کیا ہوا؟ عبداللہ نے کہا: میں مومن اور مسلمان ہو گیا ہوں، حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں ستر پوشی کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے مہربانی فرما کر دے دیجئے۔ ماں نے ایک

(32) - الخصائص الكبرى، باب: بيان سبب ظلمة الليل وضوء النهار ومخرج السحاب وموضع النفس من الجسد، ١/ ٤٤٨، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(33) - الخصائص الكبرى، باب: ذكر المعجزات الواقعة في الغزوات، ١/ ٣٣٩، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(34) - نعرہ تکبیر کسی مخصوص صورت یا کیفیت میں ثابت نہیں۔ طضیائی

(35) - بِدعتِ حسنہ کا مطلب ہے اچھی بدعت، یعنی ایسا نیا عمل جو دین کے اصولوں سے متصادم نہ ہو بلکہ دین کے مقاصد کو بہتر انداز میں پورا کرنے میں مدد دے۔ طضیائی

کمبل دیا، عبد اللہ نے آدھا کمبل پھاڑا اور آدھے کا تہبند بنالیا، آدھا اُوپر کر لیا اور مدینے کو روانہ ہو گیا۔ علی الصبح (صبح سویرے) مسجد نبوی میں پہنچ گئے اور دیوار سے تکیہ لگا کر منتظِرانہ بیٹھ گئے، محبوبِ خدا ﷺ جب مسجد میں تشریف لائے تو اُسے دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو؟ کہا: میرا نام عبد العزی ہے، فقیر و مسافر ہوں، عاشقِ جمال اور طالبِ دیدار ہوں۔ محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام عبد اللہ ہے، تم ہمارے قریب ہی ٹھہر و اور مسجد میں رہا کرو۔ عبد اللہ اصحابِ صفّہ میں شامل ہو گئے، حضور ﷺ سے قرآن پڑھتے، ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو نماز پڑھ رہے ہیں اور یہ اَعرابی (دیہاتی) اِس قدر بلند آواز سے پڑھ رہا ہے کہ نمازیوں کی نماز میں مزاحمت (خلل واقع) ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسے کچھ نہ کہو یہ تو خدا اور رسول ﷺ کے لئے سب کچھ چھوڑ آیا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے غزوہ تبوک کی تیاری ہونے لگی تو یہ بھی محبوبِ خدا ﷺ کی خدمت میں آئے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ میں راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جاؤ کسی درخت کا چھلکا اُتار لاؤ۔ جب عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھلکا لے آئے تو محبوبِ خدا ﷺ نے وہ چھلکا، اُس کے بازو پر باندھ دیا اور زبانِ مبارک سے فرمایا: "الٰہی میں کفار پر اِس کا خون حرام کرتا ہوں" عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا: جب جنگ کی نیت سے نکلو اور پھر تپ (بخار) آجائے اور مر جاؤ تب بھی تم شہید ہو گے۔

تبوک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ (بخار) چڑھا اور عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقا کو سدھار گئے (رخصت ہو گئے)۔ بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کی کیفیت دیکھی ہے، رات کا وقت تھا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں چراغ تھا، ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُس کی لاش کو لحد میں رکھ رہے تھے، محبوبِ خدا ﷺ بھی اُس کی قبر میں اترے تھے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرما رہے تھے:

"أَدِّبَا إِلَى أَخِيكُمَا" یعنی اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔

حضور ﷺ نے قبر پر اینٹیں بھی اپنے دستِ مبارک سے رکھیں اور دعا میں فرمایا: "الٰہی آج کی شام تک میں اِس سے خوشنود (راضی) رہا ہوں، تو بھی اِس سے راضی ہو جا" ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کاش! اِس قبر میں دبایا جاتا۔[36]

استدعائے حضرت عبداللہ: عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربارِ نبوّت میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعائے شہادت فرمادیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ دَمَهُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی الٰہی! میں اِن کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں۔

اِس دعا کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَخَذَتْكَ الْحُمَّى، فَقَتَلَتْكَ، فَأَنْتَ شَهِيدٌ

یعنی اے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! جب تم جہاد کے لئے جاؤ گے تمہیں بخار آئیگا اور یہی بخار تمہاری موت کا سبب ہو گا مگر اِس کے باوجود تم شہید ہو۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب یہ جنگِ تبوک میں جہاد کے لئے نکلے، اُنہیں بخار ہوا اور اُسی بخار میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ حدیثِ بالا (اوپر والی حدیث) دو معجزوں پر مشتمل ہے: دوسرا معجزہ ہے کہ حضور ﷺ نے کل کی خبر دی کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار ہو گا اور اُسی میں اُن کا انتقال ہو گا۔[37]

(حجة الله على العالمين)

انتباہ: اے سنّی مسلمان! اِس عقیدہ کو نہ بھولنا کہ رسول اللہ ﷺ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالَى (اللہ تعالیٰ کی اجازت سے) مختارِ کُل، الاختیار الکل ہیں کہ شریعت کا شہید وہ ہے جو تلوار کے زخم کھائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے صرف بخار سے ہی شہادت کا درجہ عطا فرمایا اور ساتھ ہی اپنے اختیار کا اظہار بھی فرمایا کہ "إِنِّي أُحَرِّمُ دَمَهُ عَلَى الْكُفَّارِ" الخ مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "اِخْتِيَارُ الْكُلِّ مُخْتَارُ الْكُلِّ" میں پڑھیے۔

(36) رحمة للعالمين، ١٣١، باب: وفاة ذي البجادين الناشر: دار السلام للنشر والتوزيع – الرياض، الطبعة: الأولى

(37) حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين، الباب الثامن: في المعجزات المتعلقة باستجابة دعئه ﷺ، ٤١٥-٤١٦، دار الكتب العلمية

اگر چاہیں جنّت عطا فرما دیں: حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طائف میں کسی کافر کے تیر پھینکنے سے آنکھ نکل گئی۔ آپ ﷺ بار گاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے، عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میری آنکھ راہِ خدا میں کام آگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَرُدَّتْ عَلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ فَالْجَنَّةُ۔ قَالَ: الْجَنَّةَ[38] (الاصابہ، جلد۲، صفحہ:۱۷۹)

یعنی اگر چاہوں تو میں دعا مانگوں اور تمہاری آنکھ لوٹ آئے اور اگر چاہو تو جنّت نصیب ہو۔ عرض کی: جنّت چاہیے۔

فوائد و عقائد:

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا، بگڑی ہوئی بنتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے در پر ابوسفیان جنتی ہیں کیونکہ جس کے لئے حضور ﷺ وعدہ فرمائیں وہ ہو کر رہتا ہے۔

(۲) جو لوگ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بکتے ہیں، عبرت حاصل کریں۔

(۳) حضور ﷺ مختارِ کُل ہیں، چاہیں تو آنکھ واپس کر دیں، چاہیں بہشت (جنت) عطا فرما دیں۔

(۴) حضور ﷺ کو اپنی دعا پر یقین تھا کہ ضرور قبول ہو گی، ورنہ وعدہ حتمی (یقینی) کیوں؟

(۵) اسلام سے قبل کے جرائم، اسلام لانے کے بعد ختم ہو کر حضور ﷺ کا سچا عاشق اور غلامِ بے دام بَن جانے کی مثال، ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمائی کہ اسلام کے مَن، دھن (جان و دولت) اور تمام کنبہ (خاندان) اسلام پر قربان کر دیا۔ اِس کے باوُجود کوئی اُن سے بُغض رکھتا ہے تو اپنا انجام برباد کرتا ہے۔

چاہیں تو موت سے بچا لیں: حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن ایک عورت حضور ﷺ کی بار گاہ میں آئی اور عرض کی: سرکار میرے بچے کو بہت سی بیماریاں ہیں، دعا کیجئے کہ یہ مر جائے لیکن حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يَشْفِيَهُ، وَيَشِبَّ، وَيَكُونَ رَجُلًا صَالِحًا، فَيُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَيُقْتَلَ[39] (بیہقی، خصائصِ کبریٰ، جلد۲، صفحہ:۷۰)

ترجمہ: میں یہ دعا نہ کروں کہ تیرا بچہ تندرست ہو جائے، پھر جوان ہو کر جہاد میں شریک ہو اور شہادت کا مرتبہ پائے۔

فائدہ: راوی کہتے ہیں ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ کا ارشاد، حرف بہ حرف پورا ہوا۔ وہ بچہ جوانِ صالح ہوا اور پھر جہاد میں شہید ہوا۔

مقامِ غور: بچہ کی ماں کہتی ہے: حضور ﷺ دعا فرمایئے یہ مر جائے لیکن رحمۃ اللعالمین فرماتے ہیں: دعا اور موت کے لئے دعا کا مجھ سے مطالبہ؟ بخدا (خدا کی قسم) اگر حضور ﷺ اُس کی موت کی دعا فرماتے تو ضرور وہ بچہ مر جاتا مگر یہ دربار تو رحمۃ للعالمین کا دربار ہے، جہاں کسی کو نفی (انکار) میں جواب نہیں ملتا۔ اِس دربار سے تو کوئی مایوس نہیں لوٹتا، جو آتا ہے، اپنے دامن کو گوہر مراد (دلی مراد) سے بھر تا جاتا ہے۔

مرادیں ملتی ہیں اس در سے نامرادوں کو	امیدیں ہوتی ہیں پوری امیدواروں کی

انتباہ: جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اِس عقیدہ کا بُطلان (باطل ہونا) واضح ہے کہ حضور ﷺ نے چاہا کہ بچہ موت سے بچ کر جوان ہوا پھر جہاد کیا اور شہید بھی ہوا، یہ رسول اللہ ﷺ کا چاہا ہوا نہیں تو اور کیا ہے؟

قتل سے محفوظ فرما لیا: حضرت ضمرہ بن ثعلبہ حاضرِ دربار ہوئے، عرض کی: میرے شہید ہونے کی دعا فرمائے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ دَمَ ابْنِ ثَعْلَبَةَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ (طبرانی)

یعنی الٰہی میں مشرکین پر ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں۔[40] (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ: ۵۸۴)

(38) الإصابة في تمييز الصحابة، القسم الأول: الصاد بعدها الخاء، باب صخر بن حرب: ۳/۳۳٤، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى ۱٤۱۵ھ

(39) الخصائص الكبرى، باب: ذكر معجزاته في ضروب الحيوانات، ۲/ ۱۱۷، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.

(40) حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين، الباب الثامن: في المعجزات المتعلقة بأستجابة دعئه ﷺ، ۶۱۹، دار الكتب العلمية

فائدہ: حضور اکرم ﷺ کی اِس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابن ثعلبہ جہاد میں دشمن پر بے دھڑک حملہ کرتے اور اُن کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل جاتے اور پھر صحیح وسلامت واپس آجاتے۔

عبداللّٰہ بن جعفر کو سیٹھ (مالدار) **بنا دیا:** حدیثِ بیہقی میں عمرو بن حُریث سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ "اے اللہ اِن کو خرید و فروخت میں برکت عطا فرما" دعا کا اثر یہ ہوا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو چیز بھی خریدتے اُس میں کامل فائدہ ہوتا۔[41]

فائدہ: نبی پاک ﷺ کی ہر بات اللہ تعالیٰ کو محبوب، مرغوب ہے اور دعا تو پھر بھی دعا ہے۔

حضرت عروہ کا کاروبار: حضرت عُروہ (البَارِقِيّ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: "الٰہی اِن کی ہر کوشش میں برکت دے" جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ: " فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ رَبِحَ فِيهِ" یعنی اگر یہ مٹی بھی خریدتے تو اِن کو نفع ہوتا تھا۔[42] (بیہقی)

عقیدہ صحابہ کرام: زبانِ نبوی ﷺ سے نکلے ہوئے کلمات پر صحابہ کا کتنا یقین ہوتا تھا، اِس کا اندازہ ذیل کی روایات سے لگایئے۔

حضرت عبد اللہ بن ہشام، جب بازار میں خرید و فروخت کے لئے نکلتے تھے تو حضرت ابنِ عمر و ابن زبیر اُن سے فرماتے:

أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ۔[43] (بخاری)

یعنی عبد اللہ! ہمیں بھی اپنی تجارت میں شریک کرلو، کیونکہ سرکار ﷺ نے تمہارے لئے برکت کی دعا فرمائی ہے۔

جنت بخش دی: ایک دن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امّت کے ستر ہزار آدمی بلاحساب وکتاب جنّت میں جائیں گے۔ ایک صحابی جن کا نام عکاشہ بن محصن ہے، کھڑے ہو کر عرض کی: سرکار ﷺ! میرے لئے دعا فرمایئے، اللہ تعالیٰ مجھے بلاحساب وکتاب جنّت میں داخل فرمائے۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ مِنْھُمْ (بخاری) یعنی الٰہی! عکاشہ کو اُن میں سے کردے۔

یہ دیکھ کر دریائے رحمتِ الٰہی جوش میں ہے ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے بھی یہی عرض کیا کہ سرکار ﷺ میرے لئے بھی یہی دعا فرمادیجئے۔ جس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سَبَقَكَ عُكَاشَةُ۔ (بخاری) یعنی عکاشہ! تم سے سبقت لے گئے ہیں۔[44]

فائدہ: دونوں صحابی ایک ہی قسم کی دعا کرا رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ ایک کے لئے دعا فرماتے ہیں اور دوسرے کے لئے نہیں، آخر کیوں؟ اِس کی وجہ یہ تھی کہ تقدیر میں عکاشہ کا بلاحساب جنّت میں جانا، حضور ﷺ کی دعا پر موقوف تھا لہٰذا اُن کے لئے دعا ہوگئی، لیکن دوسرے صاحب کے متعلق حضور ﷺ کو معلوم ہوگا کہ یہ بلاحساب جنّت میں نہیں جائیں گے اور یہ قضاءِ مُبرَم[45] ہوگی، اِس لئے حضور اکرم ﷺ نے دعا ہی نہیں فرمائی، ورنہ:

مقبول ہیں ابرو کے اشاروں سے دعائیں کب تیر کماں دار نبوت کا خطا ہو

(41) - دلائل النبوة للبيهقي. جُمَّاعُ أَبْوَابِ دَعَوَاتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم الْمُسْتَجَابَةِ فِي الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ وَبَرَكَاتِهِ الخ. باب ما جاء في دعائه صلى الله عليه وسلم لعروة البارقي [١] في البركة في بيعه وظهورها بعده في ذلك. وكذلك في تجارة عبد الله بن جعفر بن أبي طالب. ٢٢٠/٦-٢٢١. الناشر: دار الكتب العلمية. دار الريان للتراث. الطبعة: الأولى ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨ م

(42) - دلائل النبوة للبيهقي. جُمَّاعُ أَبْوَابِ دَعَوَاتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم الْمُسْتَجَابَةِ فِي الْأَطْعِمَةِ وَالْأَشْرِبَةِ وَبَرَكَاتِهِ الخ. باب ما جاء في دعائه صلى الله عليه وسلم لعروة البارقي [١] في البركة في بيعه وظهورها بعده في ذلك. وكذلك في تجارة عبد الله بن جعفر بن أبي طالب. ٢٢٠/٦. الناشر: دار الكتب العلمية. دار الريان للتراث. الطبعة: الأولى ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨ م

(43) - المعجم الكبير للطبراني. باب الضاد. ما أسند ضمرة بن ثعلبة. ٣٠٨/٨. الحديث: ٨١٥٦. دار النشر: مكتبة ابن تيمية – القاهرة. الطبعة: الثانية

قيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

(44) - صحيح البخاري. كتاب اللباس. باب البرود والحبرة والشملة. ١٤٦/٧. الحديث: ٥٨١١. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

(45) - قضاءِ مُبرَم وہ تقدیر جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں، بہارِ شریعت۔ ط۔ ضیائی

سبحان اللہ! دیکھا آپ نے رحمۃ العالمین کا دربار، سرکار ﷺ نے جب کبھی بھی اپنے گورے گورے نازک ہاتھوں کو اُٹھایا ہے تو اِجابت (قبولیت) نے جُھک کر گلے سے لگایا ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی نعمتوں کا گھر ہیں اور حضور ﷺ ہی کے وسیلہ سے سب کو ملا ہے اور ملتا رہے گا۔ یہی دیکھ کر تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے — بتاؤ اے! مفلسو کہ پھر کیوں؟ تمہارا دل اضطراب میں ہے

یوں تو وہ ربِ قدیر اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے مگر دعا کی قبولیت کبھی اِس عالم میں ہوتی ہے اور کبھی نہیں مگر حضور ﷺ کی نرالی شان ہے۔ آپ ﷺ نے جب کبھی مانگا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مرضی کو پورا فرمایا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کا اِس شان سے پورا ہونا بجائے خود ایک معجزہ ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ﷺ کے رُتبہ و مقام کا پتہ چلتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں رب العزت جل مجدہ نے ارشاد فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ [46] (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

ترجمہ: محبوب ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

سیدہ فاطمہ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما: تفسیرِ مظھری، تحتِ آیۃ "وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ" قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کیا تو دعا کی "الٰہی میں اپنی بیٹی فاطمہ کو شیطان مردود سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتا ہوں" اور یہی دعا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے بھی فرمائی۔ (رواہ ابن حبان من حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نتیجہ: ظاہر ہے کہ جنابِ حنہ بی بی [47] کی دعا سے رسول اللہ ﷺ کی دعا زیادہ مقبول ہے اور مجھے اُمید ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود سے محفوظ رکھا ہو گا بلکہ شیطان نے اُنہیں چُھوا بھی نہیں ہو گا۔ [48]

(تفسیر مظھری، جلد ۲، صفحہ: ۲۲۸)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: بیہقی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، عمران کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھا، اتنے میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے اُن کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے چہرہ زرد پڑ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی کہ "اے بھوکوں کے پیٹ بھرنے والے اور گرے ہوؤں کو اُٹھانے والے خدا! محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلندی عطا فرما یعنی اِن کی تکلیف دور فرما۔"

عمران کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ سرخ روشن ہو گیا، زردی جاتی رہی۔ پھر ایک دن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے فرمایا کہ جس دن اللہ کے نبی ﷺ نے دعا فرمائی، اُس دن سے پھر کبھی بھوک نے مجھے تکلیف نہیں پہنچائی۔ [49]

فائدہ: بیہقی نے اِس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہ واقعہ پردے کی آیت اُترنے سے پہلے کا ہے، جب ہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور عمران کا آمنا سامنا ہوا تھا۔

(46) الضحیٰ: ۵
(47) حضرت مریم کی والدہ ماجدہ ضیائی۔
(48) التفسیر المظھري، آل عمران: ۳۶، ۲ ق ۱/۴۱، ۴۱، الناشر: مکتبۃ الرشدیۃ – الباکستان، الطبعۃ: ۱۴۱۲ ھ
(49) دلائل النبوۃ للبیھقي، باب ما جاء في دعائہ لابنتہ فاطمۃ علیھما السلام وما ظھر فیہ من الإجابۃ، ۶/۱۰۸، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث، الطبعۃ: الأولی ۱۴۰۸ ھ ۱۹۸۸ م

انتباہ: بھوک ایک طبعی امر (معاملہ) ہے، جو بغیر طعام (کھانا) کھائے نہیں جاتی لیکن رسول اللہ ﷺ نے بِلا سبب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھوک ہمیشہ کے لئے مٹادی۔

ابوہریرہ کا نسیان دُور: ایک روز حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری اِس دعا کے تمام ہونے تک اپنا کپڑا بچھائے رکھے گا وہ میری اَحادیث میں سے کبھی کچھ نہ بُھولے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک کملی (چھوٹی چادر) کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا، میں نے کملی (چھوٹی چادر) ہی بچھا دی۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی دعا تمام کی پھر میں نے کملی (چھوٹی چادر) لپیٹ کر اپنے سینے سے لگادی۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضور اکرم ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اَحادیث کو آج تک نہیں بُھولا۔[50] (مشکوٰۃ، باب المعجزات)

فوائد:

(ا) اِس میں اُس گروہ کا رد ہے، جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح بشر محض اور مجبورِ محض ہیں۔ اِس لئے کہ خود فرماتے ہیں کہ:

"إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ"[51] (او کما قال) یعنی میں تمہارے جیسا بشر ہوں، میں بھی بُھول جاتا ہوں جیسے تم بُھولتے ہو۔

اِس کے مکمل جوابات تو فقیر نے "البَشِيرَةُ لِتَعْلِيمِ الأُمَّةِ" اور رسالہ "أَيْنَ النِّسْيَانُ فِي نَبِيِّ آخِرِ الزَّمَانِ؟" میں لکھے ہیں۔ سرِ دست (فی الحال) عرض ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو بشر مانتے ہیں لیکن نہ اپنے جیسا بلکہ آپ ﷺ کی بشریت بھی نور علیٰ نور ہے اور آپ ﷺ کا بُھولنا ہمارے لئے بُھولنے کا ہمشکل ہے کہ اُس کا ظاہر بُھول محسوس ہوتا ہے لیکن اُس کی حقیقت اور حِکمت اور ہے تفصیل کے لئے دیکھئے "النسیان فی الانسان" عرف "بھول اور انسان" اگر اُسے حقیقی بھول مانا جائے تو پھر اِس کمال کو کہاں تک بُھولو گے، جبکہ نبی پاک ﷺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بُھول کی جڑ بھی اکھیڑ ڈالی، نہ صرف ابوہریرہ بلکہ اور صحابہ بھی۔ تفصیل دیکھئے رسالہ "بھول اور انسان"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کا واقعہ مشہور ہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاؤُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ: «أَنَا نَازِلٌ» ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لا نذوق ذوقا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ جرابا فِيهِ صَاعٌ من شعير وَلَنَا بَهِيمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم فساررته فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُورًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ». وَجَاءَ فَأَخْرَجْتُ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فبصق وَبَارك ثمَّ قَالَ «ادعِي خابزة فلتخبز معي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا» وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.[52] (رواہ البخاری و مسلم)

(50) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الاول، ٣/١٦٥٤، الحديث: ٥٨٩٦، الناشر: المكتب الإسلامي بيروت- الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

(51) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ١/٨٩، الحديث: ٤٠١، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ-

(52) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الاول، ٣/ ١٦٤٥، الحديث: ٥٨٧٧، الناشر: المكتب الإسلامي –بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ اَحزاب میں ہم خندق کھود رہے تھے، ایک سخت پتھر نکل آیا، کسی طرح نہ ٹوٹا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر خندق کے اندر نکل آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں خندق میں اُتر کر دیکھوں گا۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور حالت یہ تھی کہ شدّتِ بُھوک سے آپ ﷺ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اور تین دن سے ہماری حالت یہ تھی کہ ہم نے چکھنے کی کوئی چیز نہیں چکھی تھی (یعنی تین روز سے کچھ نہ کھایا تھا) حضور ﷺ نے کدال (بیلچہ) ہاتھ میں لے لیا اور پتھر پر مارا، وہ سخت پتھر پھسلتے ریت کے مانند ہوگیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اُس کے بعد میں وہاں سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی بیوی کے پاس جاکر کہا: کیا تمہارے ہاں کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت بُھوکا پایا۔ میری بیوی نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جَو تھے (یعنی ساڑھے تین سیر کے قریب) اور ہمارے پاس ایک گھر کا پلا ہوا بھیڑ کا بچہ تھا۔ میں نے اُس بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا۔ پھر میں نے ہانڈی میں گوشت ڈال کر اُس کو چولہے پر چڑھا دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آہستہ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں۔ آپ ﷺ اپنے چند دوستوں کے ساتھ تشریف لے چلئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سُن کر بلند آواز سے پکار کر فرمایا: خندق والو! چلو جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا ،کھلانے کے لئے تیار کیا ہے، ہاں جلدی چلو۔ اِس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی ہانڈی چولہے سے نہ اُتارنا اور آٹا نہ پکانا، جب تک کہ میں نہ آجاؤں، چنانچہ آپ ﷺ تشریف لائے اور میں گُندھا ہوا آٹا حضور ﷺ کے رُوبرو لے آیا۔ آپ ﷺ نے آٹے میں لُعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اور اُس میں بھی دَہن (منہ) مبارک کا لُعاب ڈالا اور برکت کی دعا کی اور پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بُلا کہ وہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور سالن ہانڈی میں سے نکال اور ہانڈی کو چولہے پر رہنے دو۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خندق والے ایک ہزار آدمی تھے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سب نے کھانا کھالیا اور باقی چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے اور ہماری ہانڈی بدستور بھری ہوئی تھی جیسی کھانا کھلانے سے پہلے تھی اور آٹا پکایا جاتا رہا تھا جیسا کہ وہ شروع میں تھا۔

فَوائدُ الحدیث: اِس حدیث شریف میں اُس فرقہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح بشر اور مجبورِ محض تھے، اِسی لئے بُھوک کی مجبوری سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا، وغیرہ وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر ضرور ہیں لیکن آپ ﷺ کی بشریت تعلیم الامۃ کے لئے تھی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''البَشِيرَةُ لِتَعْلِيمِ الأُمَّةِ'' کا مطالعہ فرمائیں۔ پتھر باندھنا بھی تعلیم کے لئے تھا کہ جب بُھوک اِتنی زبردست ہو تو پتھر باندھنا چاہیے تاکہ جسم کُبڑا نہ ہو جائے جیسا کہ طِب کا قاعدہ ہے، بُھوک کا ظاہر اُسی طرح تھا جیسے بشر کو ہوتا ہے لیکن حقیقی بُھوک نہ تھی ورنہ حدیث شریف کے خلاف لازم آتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ[53] یعنی مجھے میرا رب کھلاتا، پلاتا ہے۔

حقیقی بُھوک کا تصوّر ہی نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کا صومِ وِصال (مسلسل نہ کھانا) بتاتا ہے کہ بُھوک کا اظہار، محض تسلیم (رضائے الٰہی) کے طور پر تھا اور پتھر باندھنے کی حِکمت حقیقی بھوک نہ تھی بلکہ صاحبِ روح البیان نے فرمایا کہ اگر آپ ﷺ پتھر نہ باندھتے تو آپ ﷺ کی بشریت عالَمِ بالا کو پرواز فرمادیتی۔[54]

کمالاتِ مصطفی ﷺ: مخالِف نے ظاہر کو دیکھا، لیکن اُس کی حِکمت پر نظر نہ پڑی لیکن وہ مجبور ہے، کیونکہ:

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

(53) (صحیح البخاري. کتاب الصوم. باب الوصال. ومن قال: «لیس في اللیل صیام» . ٣ / ٣٧. الحدیث: ١٩٦٤. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانیة بإضافة ترقیم ترقیم محمد فؤاد عبد الباقي). الطبعة: الأولى. ١٤٢٢ھ

(54) (پارہ: ٢٢. احزاب) روح البیان. الاحزاب: ١١-١٥. ٧ / ١٤٨. الناشر: دار الفکر بیروت

اِسی حدیث میں بُھوک کے اِظہار کے بعد ہی تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت قبول فرمائی اور معمولی سے آٹے سے بیشمار بُھوکوں کی بُھوک مٹائی اور تھوڑے سے گوشت کو مَنوں مَن بنایا اور کھائے ہوئے بکرے کو زندہ فرمایا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو مردہ بچے زندہ فرمائے۔[55] (تاریخ الخمیس، شواہد النبوۃ جامی) تفصیل دیکھئے، فقیر کی تصنیف "البشرات فی المعجزات"

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کل (تمام) مخلوق کا محبوب بنا دیا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والدہ کے اسلام لانے پر ایک اور اِستدعا (عرضی) پیش کی، وہ یہ کہ یارسول اللہ ﷺ دعا فرمادیجئے کہ تمام مسلمان مجھ سے اور میری والدہ سے محبت کریں اور ہم مسلمانوں کو عزیز جانیں۔ حضور سرورِعالم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هٰذَا وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اے اللہ! ابوہریرہ اور اِن کی والدہ کی محبت اہلِ ایمان کے دلوں میں پیدا فرمادے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ حضور سرورِعالم ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہے کہ مدینہ شریف کے تمام مسلمان مجھ سے اور میری والدہ سے محبت کرتے ہیں اور ہم اُن کو عزیز جانتے ہیں بلکہ تاحال یہ حال ہے کہ اہلِ اسلام سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے ہیں، یہاں تک مسلمانوں کے بچے اور خواتین بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سُن کر مسرور (خوش) محسوس ہوتے ہیں۔[56]

ابوھریرہ کی ماں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مگر وہ قبول نہیں کرتیں، آپ ﷺ دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے یہ سُن کر دعا فرمائی اور وہ ایمان لائی۔[57] (مشکوٰۃ، باب المعجزات)

فائدہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس دعا پر اتنا یقین ہوا کہ وہ خوشی سے اپنے گھر واپس آئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آتے ہی، اُن کی والدہ اسلام لائی، حاضر ہوئے اور عرض کی: حضور ﷺ دعا قبول ہوگئی، میری والدہ ایمان لے آئی ہے۔

چنانچہ حجۃ علی العالمین، صفحہ: ۲۱۷، جلد ا میں ہے کہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، جب ابوہریرہ گھر گئے تو ماں کلمہ پڑھ رہی تھی۔[58]

تبصرہ اُویسی غفرلہ: اِسے کہتے ہیں کہ "تیرے منہ سے نکلی بات، ہوکے رہی" اِدھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کے لئے دعا مانگی، اُدھر وہ فوراً مسلمان ہوگئیں۔ یہی حال حضرت ابو بکر ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حال ہے کہ اِدھر نبی پاک ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، اُدھر وہ کلمۂ اسلام کے لئے تیار ہوگئے۔ اِسی طرح کے بیشمار واقعات ہیں لیکن مخالِف کو ہمیشہ عُیوب و نقائِص (کمی) کی تلاش رہتی ہے، چنانچہ اُن کا باربار مطالبہ رہتا ہے کہ نبی ﷺ کی ہر دعا قبول ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے، کنعان کے لئے دعا قبول ہوتی، یونہی ابراہیم علیہ السلام کی دعا آزر کے لئے قبول ہوتی، یونہی حضور ﷺ کی دعا ابوطالب کے حق میں مستجاب ہوتی۔ اِس کے تفصیلی جوابات تو فقیر کی تصنیف "نبی کی ہر دعا مستجاب" میں پڑھئے۔

سرِ دست (فی الحال) عرض ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ نے کنعان اور آزر اور ابوطالب کے لئے دعائیں مانگی ہی نہیں کسی روایت میں نہیں کہ نوح علیہ السلام نے کہا ہو: یااللہ! کنعان کو مسلمان کردے یا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: یااللہ! آزر کو ایمان عطا فرما، یا حضور اکرم ﷺ نے کہا: یااللہ! ابوطالب کو اسلام کی دولت سے نواز۔ ہاں! اُن کے لئے ایمان واسلام کے لئے کوشش کیں، وہ اُن کا فریضۂ نبوّت تھا، وہ پورا فرمایا۔ اِس سے دعا کا قبول نہ ہونا یا انبیاء علیہم السلام کے اختیار کی نفی، ثابت کرنا، یہ وہابیوں، دیوبندیوں کا اپنی بدمذہبی کا تصوّر ہے۔ اِس کے جوابات فقیر کی تصنیف "نبی کی ہر دعا مستجاب" میں ہے۔

(55) تاریخ الخمیس في أحوال أنفس نفیس، قصة أولاد جابر، ص٥٠٠، الناشر: "ال" مطبعة الوهبية، ١٨٦٦م

(56) الخصائص الكبرى، باب: ذكر المعجزات في إجابة الدعوات مما لم يتقدم ذكره، ٢/ ٢٨٧، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(57) مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فى المعجزات، الفصل الاول، ٣/ ١٦٥٣، الحديث: ٥٨٩٥، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥

(58) حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين، الباب الثامن: فى المعجزات المتعلقة باستجابة دعئه ﷺ، ٤١٧، دار الكتب العلمية

حضرت سعد کو مستجاب الدعا(مقبولِ دعا) **بنا دیا:** جنگِ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص، جناب رسول اکرم ﷺ کے آگے بیٹھے ہوئے تیر چلا رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے: یا اللہ! یہ تیرا تیر ہے، اِس سے تُو اپنے دشمن کو ہلاک کر اور حضور ﷺ فرما رہے تھے: یا اللہ! اِس کا نشانہ دُرُست کردے اور اِس کی دعا قبول کرلے۔ آپ ﷺ کی دعا سے حضرت سعد مستجاب الدعوات[59] بن گئے، جو دعا کرتے قبول ہوتی اور جو تیر پھینکتے، وہ کبھی خطانہ کرتا۔[60]

پسِ منظر: اِس دعا کا اصل پس منظر یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے سامنے آیت:

يَآأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا[61] (پارہ۲، سورۂ بقرہ، آیت:۱۶۸)

پڑھی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے، عرض کی حضور ﷺ! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوت بنادے۔ آپ ﷺ نے اُن کے لئے مذکورہ الفاظ میں دعا فرمائی۔[62] (ابنِ کثیر تحتِ آیتِ ہذا)

اِس کی ایک اور وجہ بھی ہے، جسے عرض کرونگا۔

فوائد: (۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ اختیار بھی کُل ہے کہ جسے چاہیں، مستجاب الدعوات بنادیں جیسے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا مستجاب الدعوات بنادیا کہ اُن کی کوئی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے رد نہیں فرمائی۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے نمونے:

(۱) جس زمانہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کے گورنر تھے، حاسدوں نے دربارِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اُن کی شکایت کردی اور ایک شخص نے اُن کے خلاف جھوٹی گواہی بھی دے دی، یہ حال دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوش آگیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی:

اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ كَاذِبًا فَأَطِلْ عُمُرَهُ، وَأَشْدُدْ فَقْرَهُ، وَاعْرِضْ عَلَيْهِ الْفِتَنَ۔[63]

ترجمہ: الٰہی! اگر یہ جھوٹا ہے تو اِس کی عمر اور فقر (محتاجگی) کو طویل کردے اور اِس کو فتنوں میں مبتلا کردے۔

فائدہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دعا، حرف بحرف پوری ہوئی کہ میں نے دیکھا وہ شخص بوڑھا ہوا، اُس کی پلکیں لٹک آئیں، بُڑھاپے نے اُسے گھیر لیا اور چھوکروں کا کھیل بن گیا اور کہا کرتا تھا کہ سعد کی بد دعا مجھے لگ گئی۔ اِس کی تفصیل آتی ہے۔

(۲) **خارجی کو بد دعا:** ایک خارجی نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے اُس کے لئے بد دعا نکل گئی، فوراً وہ خارجی گھوڑے سے گرا، دماغ پھٹا اور مر گیا۔ اِس کا تفصیلی قصّہ آئے گا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: صحابہ عِظام واہلِ بیت کرام آپس میں شیر و شکر تھے۔ اِس کا اندازہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بد دعا سے لگایئے کہ خارجی نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمّت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا، اُس کے لئے بد دعا فرما کر، اُسے تباہ وبرباد کردیا۔

(۳) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان اور اُن کے منہ سے نکلی بات ہوکے رہی:

(59) -مستجاب الدعوات اس شخص کو کہتے ہیں جس کی کوئی دعا رد نہ ہو۔" طضیائی

(60) حجة الله على العالمين فى معجزات سيد المرسلين، الباب الثامن: فى المعجزات المتعلقة باستجابة دعئهﷺ، ۴۱۳، دار الكتب العلمية

(61)- **ترجمہ**: "اے لوگو! کھاؤ جو زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔" طضیائی

(62)-تفسير ابن كثير، البقرة: ١٦٨، ١/ ٤٧٨، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية ١٤٢٠هـ ١٩٩٩م

(63)-دلائل النبوة للبيهقي، جُمَّاعُ أَبْوَابِ دَعَوَاتِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم الْمُسْتَجَابَةِ الخ، باب ما جاء في دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم لسعد بن أبي وقاص رضي الله عنه الخ، ٦/ ١٩٠، الناشر: دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث، الطبعة: الأولى ١٤٠٨ هـ ١٩٨٨م

بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبد الملک بن عمیر کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ ایک شخص کو بھیج دیا کہ کوفہ میں اُن کے متعلق تفتیشِ حال کرے۔ اُن صاحب کو کوفہ کی مسجدوں میں پھرایا گیا تو سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں کہا گیا۔ یہاں تک کہ ایک مسجد میں پہنچے تو ایک صاحب نے جن کو ابو سعدہ کہا جاتا تھا، یہ کہا کہ جب تم ہم کو قسم دیتے ہو تو سُنو کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقسیم برابر نہیں کرتے لشکر میں خود نہیں چلتے اور فیصلے میں انصاف نہیں کرتے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اِس کی عمر دراز فرما دیجئے اور اِس کی تنگ دستی دراز کر دیجئے اور اِس کو فتنوں میں ڈال دیجئے۔ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس شخص کو دیکھا ہے، بہت بوڑھا ہو گیا تھا، بڑی عمر ہونے کی وجہ سے اُس کی بھویں آنکھوں پر لٹک پڑی تھیں، فقیر ہو گیا تھا، راستے میں باندیوں کو چھیڑتا اور آنکھوں سے اشارہ کرتا تھا، جب اُس سے کہا جاتا کہ تم کیسے ہو تو کہتا: "ایک بہت بوڑھا اور فتنوں میں مبتلا کیا ہوا" اور ابنِ عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے، اِسے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے کیسا امیر تھا، ایک شخص بولا تم ایسے تھے جیسا مجھے معلوم ہے کہ رَعیّت (رعایا) میں انصاف نہیں کرتے تھے اور تقسیم میں برابری نہیں کرتے تھے اور لشکر میں شریک ہو کر خود جہاد نہیں کرتے تھے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہو تو اِس کو اندھا کر دے اور اِس پر جلد تنگ دستی طاری کر دے، اِس کی عمر دراز کر دے اور اِس کو فتنوں میں ڈال دے تو یہ شخص اُس وقت تک نہیں مرا جب تک اندھا اور فقیر نہیں ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں سے بھیک مانگی اور مختار کذاب (جھوٹا مدعی نبوت) کے فتنہ کو پایا اور اُسی میں مرا۔[64] (جمال الاولیاء، تھانوی، صفحہ: ۴۰)

طَبرانی اور ابنِ عساکر اور ابو نعیم نے قبیصہ بن جابر سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں سے ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا بھلا کہا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اُس شخص کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح تجھ کو منظور ہو مجھ سے روک دے تو جنگِ قادسیہ میں اُس شخص کو تیر لگا، جس نے اُس کی زبان اور ہاتھ بیکار کر دیئے پھر یہ ایک کلمہ بھی نہ بول سکا اور مر گیا۔[65]

ابنِ ابی الدنیا اور ابنِ عساکر نے مغیرہ کے واسطے سے اُن کی والدہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت تھی، جس کا قد بچے کا سا تھا، لوگ کہتے تھے کہ یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہے، اُس نے اُن کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تھا، اِس پر انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اللہ تیری قوّت کو کم کرے تو وہ اب تک جوان نہیں ہو سکی۔[66]

(64)- جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، النور بابتہ ماہ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ، ص ۴۰، مکتبہ اسلامیہ بلال گنج لاہور

(65) الخصائص الکبری، باب: ذکر المعجزات في إجابة الدعوات مما لم يتقدم ذكره، ۲۸۱/۲، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(66) ایضاً

(۴) ابنِ ابی الدنیا اور ابنِ عساکر نے میناء کے واسطہ سے عبد الرحمن بن عوف سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھانکا کرتی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روکا کرتے تھے مگر وہ رُکتی نہ تھی، ایک روز اُس نے جھکانکا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ دیا کہ تیرا منہ بگڑ جائے تو اُس کا چہرہ گُدّی کی طرف ہو گیا تھا۔[67]

حاکم نے قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بُرا کہا تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ "اے اللہ یہ تیرے ولیوں میں سے ایک ولی کو بُرا کہتا ہے تو اِس مجمع کو اُس وقت تک متفرق (جدا) نہ کر کہ اپنی قدرت نہ دکھلا دے" تو خدا کی قسم ہم لوگ متفرّق نہ ہوئے تھے کہ اُس کی سواری زمین میں دھسنے لگی اور اُس نے اُس کھوپڑی کے بل پتھروں میں پھینک دیا، جس سے اُس کا دماغ پھٹ گیا اور مر گیا۔[68]

(۵) حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بد دعا دی تو اُس کی اُونٹنی اُس کے پاس آئی اور اُس کو مار ڈالا اِس پر حضرت سعد نے ایک غلام آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بد دعا نہیں دینگے۔[69]

(۶) حاکم نے ابن المسیب سے روایت کی ہے کہ مروان خلیفہ نے کہا تھا کہ یہ مال ہمارا مال ہے، جس کو ہم چاہیں دینگے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا: کیا میں دعا کروں۔ مروان کُود کر آیا اور گلے سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ اے ابو اسحٰق! میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا نہ کیجئے، مال تو سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔[70]

فائدہ: مروان بھی جانتا تھا کہ تیرے منہ سے نکلی بات ہو کے رہی لیکن مروانی نہیں مانتے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے یحیٰی بن عبد الرحمن بن لبیبہ کے واسطے سے، اُن کے والد سے روایت کی ہے اور اُن کے دادا، لبیبہ سے روایت کرتے ہیں: کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی: اے پروردگار! میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، تُو مجھ سے موت کو اتنا مؤخّر کر دے کہ یہ بالغ ہو جائیں۔ بیس سال تک کے لئے اُن کی موت مؤخّر کر دی گئی یعنی اِس شدید مرض کے بعد جس میں مرنے کے قریب ہو گئے تھے، بیس سال تک اور زندہ رہے۔ طبرانی نے سعد سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے، ایک شخص پر گزرے، جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت بُرا کہہ رہا تھا اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر کو بھی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے کہا: تم ایسے لوگوں کو بُرا کہہ رہے ہو کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ وعدہ ہو چکا ہے جو آ چکا ہے، تو خدا کی قسم یا تو تم اُن کو بُرا کہنا چھوڑ دو یا میں تمہارے واسطے بد عا کرونگا۔ اُس نے جواب دیا کہ تم مجھ کو ڈراتے ہو کہ گویا تم نبی ہو تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ شخص اُن لوگوں کو بُرا کہتا ہے، جن کے حق میں آپ عزوجل کا وہ وعدہ جو آ چکا ہے، تو اِس کو آج لوگوں کے لئے عبرت بنا دیجئے۔ اِس کے بعد ایک بختی اونٹنی آئی۔ لوگ اُس کی وجہ سے ہٹ گئے اور وہ اُس کو روند گئی پھر ہم نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ابو اسحٰق اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول فرمالی۔

آخری عمر میں دعا مانگنا چھوڑ دی کہ ممکن ہے کہ کسی کے حق میں دعا کروں اور وہ اُس کے حق میں مُضِر (نقصان دہ) بلکہ خود نابینا ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے دعا مانگیں کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر دعا مستجاب ہے۔ فرمایا: اگرچہ یقین ہے کہ دعا مانگوں، قبول ہو گی، لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوش ہوں۔[71]

(67) ایضاً

(68) ایضاً

(69) ایضاً

(70) ایضاً

(71) ایضاً

بنادیا شہید حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو:

ابنِ اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ میں ذکر کیا ہے:

عن أنسٍ، قال: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إذِ اسْتَقْبَلَهُ شَابٌّ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟، قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا بِاللهِ حَقًّا، قَالَ: انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ؟ فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْلٍ حَقِيقَةً قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عَزَفَتْ نَفْسِي عنِ الدُّنْيَا، فَأَسْهَرْتُ لَيْلِي، وَأَظْمَأْتُ نَهَارِي، وَكَأَنِّي بِعَرْشِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ بَارِزًا، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِيهِ، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَعَاوَنَ فِيهَا، قَالَ: الْزَمْ، عَبْدٌ نَوَّرَ اللهُ الإِيمَانَ فِي قَلْبِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ لِي بِالشَّهَادَةِ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُودِيَ يَوْمًا فِي الْخَيْلِ، فَكَانَ أَوَّلَ فَارِسٍ رَكِبَ، وَأَوَّلَ فَارِسٍ اسْتُشْهِدَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ أُمَّهُ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ وَلَمْ أَحْزَنْ، وَإِنْ يَكُنْ فِي النَّارِ بَكَيْتُ مَا عِشْتُ فِي دَارِ الدُّنْيَا، قَالَ: يَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا لَيْسَتْ بِجَنَّةٍ وَاحِدَةٍ، وَلَكِنَّهَا جِنَانٌ، وَإِنَّ حَارِثَةَ فِي الْفِرْدَوْسِ الأَعْلَى، فَرَجَعَتْ أُمُّهُ، وَهِيَ تَضْحَكُ، وَتَقُولُ: بَخٍ بَخٍ لَكَ يَا حَارِثَةُ.(72)

ترجمہ: روایت ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک بار حضور ﷺ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ ایک جوان انصاری آیا۔ حضور ﷺ نے اُن سے پوچھا: کس حالت میں تم نے صبح کی؟ عرض کی: اِس حالت میں کہ سچا مومن ہوں۔ فرمایا: دیکھو کیا کہتے ہو، ہر بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے، بتلاؤ تو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ عرض کی: میں نے اپنے نفس کو دنیا سے علیحدہ کیا، راتیں بیداری میں بسر کرتا ہوں اور دن تشنگی (پیاس) میں۔ اب حالت یہ ہے کہ عرشِ رب العالمین کو گویا دیکھ رہا ہوں اور گویا دیکھ رہا ہوں کہ اہلِ جنّت آپس میں ملاقات کررہے ہیں اور اہلِ نار، دوزخ میں چلّا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اِسی بات پر ہمیشہ رہو، تمہارے دل میں ایمان منوّر رہے۔ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے شہادت کی دعا کیجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی، تھوڑے دن نہیں گزرے تھے کہ معرکۂ جہاد پیش آیا، وہ سب سے پہلے سوار ہوئے اور سب سے پہلے شہید ہوئے، جب اُن کی والدہ کو اُن کی شہادت کی خبر پہنچی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر میرا لڑکا جنّت میں ہے تو نہ میں روؤں گی اور نہ غمگین ہوں گی اور اگر دوزخ میں ہے تو عمر بھر روتی رہوں گی۔ فرمایا: حضور ﷺ نے اے امِّ حارثہ! جنّت ایک نہیں ہے، بلکہ بہت سی ہیں اور تمہارا فرزند فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔ یہ سنتے ہی وہ ضعیفہ ہنستی ہوئی لوٹیں اور کہتی تھیں واہ! واہ! اے حارثہ۔

فائدہ: حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ جو تیرے منہ سے بات نکلی وہ ہوکے رہی۔ چنانچہ اِسی عقیدہ کی بناء پر نبی پاک ﷺ کو شہادت کی آرزو کردی، جو پوری ہوئی۔ اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نگاہِ نبوت سے حضرتِ حارثہ پر غیب منکشف (ظاہر) ہوگیا کہ وہ عرش اور جنّت و دوزخ کو بلاتکلّف عیاں دیکھتے تھے۔ نیز یہ بات بھی نہ بھولئے کہ رسول اللہ ﷺ کُل کائنات کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھتے ہیں اور ایسا نہیں کہ آپ جبریل علیہ السلام کی آمد کے محتاج تھے بلکہ صحیح مذہب یہ ہے اور الحمدللہ یہ عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا، جیسا کہ ظاہر ہے کہ صحابیہ بی بی، حضور ﷺ کا جواب سنتے ہی مطمئن ہوگئی۔

دشمن بھی مان گئے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اُس نے کہا: کون ہے تم میں جو یہ کام کرے کہ بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھ (چربی) لاکر محمد ﷺ کے کندھوں پر اُس وقت رکھ دے، جبکہ وہ نماز میں سجدہ کریں؟ قوم کا ایک سب سے زیادہ بدبخت اُٹھا اور اُس نے اونٹ کی اوجھ (چربی) لاکر حضور ﷺ کے کندھوں پر رکھ دی۔ یہ حال دیکھ کر ابوجہل اور اُس کے ساتھی خوب ہنسے اور ہنستے ہوئے ایک دوسرے پر گرنے لگے اور میں (ابنِ مسعود) پاس کھڑا تھا، لیکن مجھ میں اتنی ہمّت نہ تھی کہ میں

(72) أسد الغابة، باب الحاء والألف: حارثة بن سراقة، ١/ ٤٢٥، الناشر: دار الفكر – بيروت، عام النشر: ١٤٠٩هـ ١٩٨٩م

حضور ﷺ کی پیٹھ سے یہ بوجھ کر سکوں۔ ایک آدمی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور وہ اُس وقت چھوٹی لڑکی تھی، آپ ﷺ کے کندھے سے اوجھ (چربی) کو دور فرمایا اور کفّار کو بُرا بھلا کہا۔ جب حضور (چربی) نے نماز ختم کی اپنی آواز کو بلند فرمایا اور تین مرتبہ کفّار پر بد دعا کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ، عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ **ترجمہ**: الٰہی! قریش پر عذاب نازل کر۔

جب اُن کفّار نے حضور ﷺ کی آواز کو سُنا تو، کہاں کا ہنسنا اور کہاں کا مسکرانا۔ پھر تو وہ حضور ﷺ کی دعا سے خوفزدہ ہوئے۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ایک ایک کا نام لے کر یوں کہا: الٰہی عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ابولبید، اِن کُل پر عذاب نازل کر۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: قسم ہے اُس ذاتِ اقدس کی، جس نے نبی پاک ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا: میں نے اِن سب کو یومِ بدر میں مقتول دیکھا۔ پھر وہ سب گھسیٹ کر چاہِ بدر (بدر کے کنویں) میں پھینکے گئے۔[73] (مسلم شریف، جلد ۲، صفحہ: ۱۰۸)

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا کہ ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں کو یقین تھا کہ محمد مصطفی ﷺ جب بھی بارگاہِ الٰہی میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ اُن ہاتھوں کو خالی واپس نہیں کرتا بلکہ آپ ﷺ کی دعا کو قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے۔ آج اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہلوا کر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی کی ہر دعا قبول نہیں ہوتی تو ایسے مدّعی سے ابوجہل اور اُس کے ساتھی مشرکینِ مکہ، اُن لوگوں کی بانسبت اچھے تھے کہ دشمن ہو کر بھی کمالات وفضائل کے قائل تھے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر، اپنے نبی کا کلمہ پڑھ کر، اُن کے کمالات وفضائل کا انکار کر رہے ہیں۔

طفیل دوسی کو نور کردیا: جب حضرت طفیل بن عمرو دوسی حضور ﷺ کے دستِ مبارک پر اسلام لائے، اُنھوں نے یوں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میری قوم میری اِطاعت کرتی ہے، میں اُس کے پاس جاتا ہوں اور اُن کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی نشانی عطا کرے کہ اُن کے برخلاف میرے معاوِن (مددگار) ہو۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ "یااللہ! اِس کے لئے ایک نشانی پیدا کردے۔" یہ سُن کر میں اپنی قوم کی طرف آیا، جب میں گھاٹی کدار میں پہنچا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور پیدا ہوا۔ میں نے دعا کی: یااللہ! اِس نور کو میری پیشانی کے سوا کسی اور جگہ پیدا کردے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ میری قوم اِس کو میری پیشانی میں مُثلہ (سفید داغ) خیال کریگی۔ پس وہ نور میرے چابک (کوڑے) کے سِرے پر لٹکتی ہوئی قندیل (مشعل) کی طرح ہوگیا۔ پھر میں نے اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دی، مگر وہ ایمان نہ لائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے میری اطاعت سے انکار کردیا ہے، آپ ﷺ ان پر دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے بجائے دعا کے دعائے ہدایت فرمائی او رمجھ سے ارشاد فرمایا کہ اُن کو نرمی سے دعوتِ اسلام دو۔ میں تعمیل ارشاد کرتا رہا (حکم بجالا رہا) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ پاک میں تشریف لے آئے پھر میں اپنی قوم کے ستر یا اسّی اشخاص کے ساتھ جو ایمان لائے تھے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔[74]

فائدہ: حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب "ذوالنور" (نوروالا) تھا اِس لقب کو مخالفین بھی مانتے ہیں، لیکن اگر یہی لقب مخالفین سے کہلواؤ کہ

آگیا وہ نوروالا جس کا سارا نور ہے

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اور روایات ملاحظہ ہوں:

(۱) **بیہقی** اور **ابنِ جریر** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی کرامت یا نشانی عطا فرمایئے، جس کو دیکھ کر میری قوم، میری صداقت (سچائی) کی قائل ہو جائے، چنانچہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے خدا! طفیل کو ایک نور عطا کر جو برابر اُس کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ کی دعا کے اثر سے طفیل کی پیشانی پر بالکل سامنے ایک نور ظاہر ہوگیا۔ طفیل نے کہا کہ یااللہ میری قوم طعنہ دے گی کہ

(73) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم من أذى المشركين والمنافقين، ٣/ ١٤١٨، الحديث: ١٧٩٤، الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت

(74) أسد الغابة، باب الطاء، والفاء: طفيل بن عمرو، ٣/ ٧٧، الحديث: ٢٦١٣، الناشر: دار الفكر – بيروت، عام النشر: ١٤٠٩هـ ١٩٨٩م

اِس کے چہرے پر سفید داغ(برص) ہے، چنانچہ وہ نور طفیل کے ایک کوڑے کے کنارے پر ظاہر ہو گیا اور یہ نور ایسا تھا کہ رات کو چراغ کی طرح روشن رہتا۔ اِسی وجہ سے طفیل کو ذوالنور کہا جاتا ہے۔

(۲)ابنِ عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے، حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصّہ یوں بیان کیا ہے کہ طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے سردار تھے اور بہترین شاعر بھی تھے۔ جب یہ مکہ میں آئے تو قریش نے جا کر کہا کہ تم اپنی قوم کے سردار ہو، ذرا بچ کے رہنا، یہ شخص محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہیں بہکانہ لے۔ اِس کے بہکاوے کا تو عالَم یہ ہے کہ شوہر اور عورت کے درمیان اور باپ بیٹے کے درمیان جدائی پیدا کر دیتا ہے۔(معاذ اللہ)

طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے اِتنا اُنہوں نے ڈرایا کہ میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس کر کعبہ میں گیا کہ کہیں اُن کی آواز، سنائی نہ دے میں کعبہ میں داخل ہوا کہ اچانک میرے سامنے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آ کھڑے ہوئے۔ خدا کو منظور ہوا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بات سُنوں، چنانچہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اِن کی بات نہ سننا نادانی ہے، میں خود سمجھدار ہوں، بھلے بُرے کی تمیز رکھتا ہوں، اچھی بات کہیں گے تو مانوں گا ورنہ رد کر دوں گا۔

چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کلام سُنانا شروع کیا، یہ ایسا کلام تھا کہ ایسا اچھا اور شیریں کلام اِس سے پہلے نہیں سُنا تھا۔ کلام سُن کر میں انتظام میں تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جہاں جائیں میں بھی ساتھ جاؤں چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر پر گئے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ میں نے کہا کہ میری قوم نے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بہت ڈرایا تھا لیکن آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کلام سُنا تو دل نے کہا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا کلام حق ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے دین کی باتیں کرنے اور نہ کرنے کا کام بتایئے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے اسلام سمجھایا اور میں مسلمان ہو گیا۔ اُس وقت میں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ میں قومِ دوس کا سردار ہوں وہ میری فرمانبرداری کرتے ہیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کوئی نشانی دیجئے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ چنانچہ ایک نور میری دونوں آنکھوں کے درمیان ظاہر ہو گیا جو ستارے کی طرح چمکتا تھا۔(75)

نابغہ کو دانت بخشے: حضرت نابغہ (نابغہ بنی جعدہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قصیدہ سُنایا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی: "اللہ تیرا دانت نہ گرائے" حضرت نابغہ کی عمر سو سال سے زائد ہو گئی مگر کوئی دانت نہیں گرا اور طویل عمر بھی ملی۔

دعا کا اثر: راوی کہتے ہیں کہ حضرت (نابغہ) جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے دو سو نوے برس عمر پائی اور دانتوں کا یہ حال تھا کہ وَ إِذا سَقَطت لَهُ سِنّ نَبتَت لَهُ أُخرَى(76)

ترجمہ: اور اس عمر میں بھی اُس کا ایک دانت گرتا تھا، اُس کی جگہ دوسرا دانت اُگ آتا تھا۔

فائدہ: تیرے منہ سے نکلی بات ہو کر رہی کی مثال، اِس واقعہ سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ حضرت نابغہ کے لئے صرف دانت نہ گرنے کی دعا میں اُس کی عمر میں بھی برکت فرما دی اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دانت گرتے ہی فوراً اُس کے بدلے اُگ آتا جیسے کھیتی کاٹی جائے تو اُسی جگہ سبزہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز مسلمان یہ مسئلہ بھی نہ بھولے کہ نعت خوانی اور اُس کا سننا اور اُس پر انعام دینا ثواب ہے۔ اِس پر فقیر کے تین رسالے ہیں۔

(۱)نعت خوانی عبادت ہے (۲)نعت خوانی کا ثبوت (۳)نعت خوانی پر نبوی انعام

حضرت عروہ کو سیٹھ (مالدار) بنا دیا: بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ، **دار قطنی** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عروہ ابن ابی الجعد بارقی کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ عروہ اُس دعا کا اثر بتاتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں کوفہ کے بازار کناسہ میں آ کر کھڑا ہوتا تھا اور جب واپس ہوتا چالیس ہزار کا نفع اُٹھا کر لاتا۔ بخاری میں یہ بھی ہے کہ عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹی بھی خریدتے تھے تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا کے اثر سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔(77)

(75)-الخصائص الكبرى، باب: ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم ،١/٢٢٥،الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(76)-شرح الشفا، الباب الرابع فيما أظهره الله تعالى على يديه من المعجزات وشرفه به من الخصائص والكرامات، فصل في إجابة دعائه صلى الله تعالى عليه وسلم، ١/ ٦٦٣، الناشر: دار الكتب العلمية—بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ

(77)-صحيح البخاري، ٦١ كتاب المناقب،باب، ٤/ ٢٠٧،الحديث: ٣٦٤٢، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

تبصرۂ اُویسی غفرلہ: حضرت عُروہ بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دولت کی کمی کیا ہونی تھی، جب شہؑ کونین ﷺ نے اُسے سیٹھ (مالدار) بنا دیا، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اِس بارے میں اُن کا عقیدہ کیا ہے، خود فرماتے ہیں کہ بس بازار میں کھڑا ہونا ہوتا تو پھر کیا ہوتا کہ ڈھیروں ڈھیر مال ہاتھوں آجاتا، یہاں تک بروایتِ بخاری وہ مٹی خریدتے تب بھی دولت ہی دولت ہوتی۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماذون من اللہ تعالیٰ[78] ہیں، جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

دُعا سے پہلے کنگال پھر مال ہی مال: حضرت عبدالرحمن جب مدینہ آئے تھے تو ایک پیسہ کے بھی مالک نہ تھے۔ فقیر تھے مگر جب سیدِ عالم ﷺ نے اُن کے لئے دعائے برکت فرمائی تو اُن کے لئے حَسَنات وبرکات کے خزانے کھولے گئے اور یہ چند روز میں رئیس اعظم ہوگئے اور اتنا مال اُن کے پاس آیا، جس کا مختصر بیان یوں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے حق میں یوں دعا فرمائی تھی کہ "اللہ تجھے برکت دے"۔ اِس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو تجارت میں اِس قدر نفع دیا کہ جب ۳۱ھ میں اُنہوں نے وفات پائی تو اُن کے ترکہ میں سے سونا کلہاڑیوں سے کُھدوایا گیا، یہاں تک کہ کثرتِ کار (زیادہ کام کرنے کی وجہ) سے ہاتھ زخمی ہوگئے اور اُن کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اسّی ہزار (دینار) ملے۔ اُنہوں نے وصیّت کی تھی کہ ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار فی سبیل اللہ خیرات کردیئے جائیں۔ یہ تمام علاوہ اُن صدقات کے تھا جو اُنہوں نے اپنی زندگی میں کئے، چنانچہ ایک روز تیس غلام آزاد کئے، ایک مرتبہ سات سو اونٹوں کا کارواں مع مال واسباب تصدق کردیا۔ ایک دفعہ اپنا آدھا مال راہِ خدا میں دے دیا پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے اور پھر پانچ سو اُونٹ تصدّق (صدقہ) کئے۔

تاثر دعا کا اعتراف: حضور سرورِ عالم ﷺ کی دعا کی برکت کا حال حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَلَوْ رَفَعْتُ حَجَرًا رَجَوْتُ أَنْ أُصِيبَ تَحْتَهُ ذَهَبًا أَوْ فِضَّةً۔[79] (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اگر میں پتھر بھی اُٹھاتا ہوں تو مجھے توقّع ہوتی ہے کہ اُس میں سے مجھے سونا یا چاندی ملے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا:

حضور نبی پاک ﷺ پہلے دعا مانگا کرتے تھے، احادیث کے مختلف الفاظ ہیں، ہم بقدرِ ضرورت یہاں نقل کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا مانگی:

"اللّٰھُمَّ أَيِّدْ الإِسلام بِأَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ ، أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"[80] (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کی مدد فرما، یا ابوالحکم یا عمر بن خطاب کے ذریعہ۔ (ابن ہشام، جلد۱، صفحہ:۱۸۷)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں قبول فرمائی۔ اسلام لانے سے پہلے اُن کا حال تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے تلوار لئے پھرا کرتے تھے۔ ایک روز تلوار آڑی لٹکائے ہوئے اِسی ارادے سے گھر سے نکلے۔ اُن کی بہن اور بہنوئی پہلے مسلمان ہوچکے تھے، راستے میں بہن کے گھر جاکر دونوں کو زدو کُوب کیا (مارا پیٹا) بہن سے قرآن مجید لے کر، سورۂ طٰہٰ کی پہلی آیتیں پڑھیں، جن سے نہایت متاثّر ہوئے۔ وہاں سے اُسی حالت میں صفا کے متّصِل، حضور ﷺ کے دولت خانے پر حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن زور سے کھینچ کر فرمایا:

مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث عروة بن أبي الجعد البارقي، عن النبي صلى الله عليه وسلم، ٣٢ / ١٠٠، الحديث: ١٩٣٥٥، الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ ٢٠٠١ م

سنن الدارقطني، كتاب البيوع، ٣٩٣/٣، الحديث: ٢٨٢٥، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ ٢٠٠٤ م

(78)- من اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت یافتہ۔

(79)- الخصائص الكبرى، باب ذكر المعجزات في إجابة الدعوات مما لم يتقدم ذكره، ٢ / ٢٨٧، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(80)- السيرة النبوية لابن هشام، المتن، ١/ ٢٩٦، الناشر: شركة الطباعة الفنية المتحدة

مَا أَنْتَ بِمُنْتَهٍ يَا عُمَرُ؟[81] **ترجمہ:** اے عمر! تو باز نہیں آنے کا؟

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم۔ صفحہ: ۸۰)

حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا: **عمر بقصہ مصطفےٰ یتغ بربستہ بے میثا قہا است اندر شرعِ امیر المومنین**

ترجمہ: مقتدا وپیشوائے اہلِ دین حضرت عمر، رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے آئے، تلوار کمر میں باندھ کر کئی ارادے لے کر آئے، لیکن پھر شرع میں امیر المومنین اور اہلِ اسلام کے مقتدا وپیشوا بن گئے۔

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِستِدعاء:

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ہمیں ایک غزوہ میں فاقہ کی مصیبت آگئی، ہم نے سواریوں کے ذبح کی اِجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: سواریاں ہم کھا گئے تو دشمن کا مقابلہ کس طرح ہوسکے گا؟ آپ ﷺ لوگوں کے بقایا توشہ (زادِ راہ) جمع کرکے دعا فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے توشہ (زادِ راہ) جمع کرا کر دعا کی تو ایسی برکت ہوئی، لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے لیکن طعام (کھانا) پھر بھی بچا رہا، اِس پر حضور ﷺ مسکرائے۔[82] (طبقاتِ ابنِ سعد۔ جلد۱۔ صفحہ: ۲۴۹)

فائدہ: حضرتِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ کی دعا ضرور مستجاب ہوگی، اِسی لئے عرض کی کہ بقایا طعام (کھانا) جمع کرکے اُس پر دعا فرمائیں چنانچہ دعا کی برکت واضح ہے کہ تمام لشکر نے برتن بھر لئے، تب بھی طعام (کھانا) بچ گیا۔

مسئلہ: طعام (کھانا) آگے رکھ کر دعا کرنا جائز ہے جیسے ہم اہلِ سنت طعامِ اموات پر ختم شریف کے بعد دعا مانگتے ہیں اِس کی اصل یہی حدیث شریف ہے۔

انس انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نظرِ کرم: مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ: ۵۷۵ پر ہے:

وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللهَ لَهُ قَالَ: «اللهمَّ أكثر ماله وولده وبارك فيما أعطيته» قَالَ أنس: فو الله إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔[83]

ترجمہ: اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ انس آپ ﷺ کا خادم ہے، آپ ﷺ اللہ سے اُس کے لئے دعا فرمائے۔ پس آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال اور اولاد میں برکت اور کثرت عطا فرمائے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کی قسم آج میرا مال بہت کثیر ہے اور میری اولاد کا عدد سو ہوچکا ہے۔

فائدہ: اِس کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابنِ حجر کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں:

رُوِيَ أَنَّهُ قَالَ: رُزِقْتُ مِنْ صُلْبِي سِوَى وَلَدِ وَلَدِي مِائَةً وَخَمْسَةً وَعِشْرِينَ، أَيْ: ذُكُورًا إِلَّا بِنْتَيْنِ عَلَى مَا قِيلَ، وَإِنَّ أَرْضِي لَتُثْمِرُ فِي السَّنَةِ مَرَّتَيْنِ.[84]

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری صلبی اولاد ایک سو تیس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور میری زمین سال میں دوبار پھل لاتی ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

(81) كتاب دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني. الفصل الخامس عشر ذكر أخذ القرآن ورؤية النبي صلى الله عليه وسلم بالقلوب حتى دخل كثير الخ. ومما يدخل في الباب من أخذ القرآن بالقلوب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه. ص ٢٤١. الناشر: دار النفائس. بيروت. الطبعة: الثانية. ١٤٠٦ هـ ١٩٨٦ م

(82) الطبقات الكبرى لابن سعد، ذكر علامات النبوة بعد نزول الوحي على رسول الله ﷺ. ١/١٤٢. دار الكتب العلمية بيروت. الطبعة الأولى. ١٤١٠ هـ ١٩٩٠ م

(83) مشكاة المصابيح. كتاب المناقب. باب جامع المناقب. الفصل الاول. ٣/١٧٤٩. الحديث: ٦٢٠٨. الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. ١٩٨٥

(84) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح. كتاب المناقب و الفضائل. باب جامع المناقب. ٩/٤٠٠٣. الناشر: دار الفكر. بيروت – لبنان. الطبعة: الأولى. ١٤٢٢هـ ٢٠٠٢م

تبصرہ اُویسی غفرلہ: الحمدللہ یہ عقیدہ کہ "تیرے منہ سے نکلی بات ہوکے رہی" اہلِ سنّت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وراثت میں ملا ہے اورنہ صرف یہی بلکہ جملہ عقائد و مسائل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اہلِ سنّت کے حصے میں کرتے آئے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "صحابہ کرام کے وارث کون؟"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر اِس عقیدہ کا اظہار کیا کہ یہ کثرتِ مال واولاد نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے سے عطا ہوئی ہے۔

چھوٹی بکری ابنِ مسعود کی: حضرت ابنِ مسعود بچپن میں چرواہے تھے، چراگاہ کی طرف حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، فرمایا: ابنِ مسعود! تیرے پاس دودھ ہے؟ عرض کی: ہے، لیکن امانت ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کوئی ایسی بکری لاؤ جس تک نر نہ پہنچا ہو۔ میں کم عمر کی بکری لایا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا اور دعا فرمائی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایک پیالہ دیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس کو دودھ سے بھر کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر سیر شکم فرمایا اور فرمایا: "اے تھنوں جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ۔" حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا: میرے ایمان لانے کا یہی معجزہ تھا۔[85]

فائدہ: ایسے کمالات دیکھ کر کافروں کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی اور آج ایسے کمالات ماننے پر شرک کے فتوے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ راستہ میں ایک عرب قبیلہ کی آبادی میں پہنچے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک گھر کی طرف تشریف لے گئے، اُس گھر میں صرف ایک عورت تھی دوسرا کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عورت نے کہا: میں اکیلی ہوں تم ہمارے سردار کے گھر جاؤ اگر قیام کا ارادہ ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابھی اُس کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ شام کا وقت تھا، اُس کا لڑکا چراگاہ سے آگیا۔ اُس عورت نے اپنے بیٹے سے کہا: یہ بکری اور چھری لو جو بکری بچہ اور دودھ نہ دیتی ہو، وہ مہمانوں کو دو۔ وہ اس کو ذبح کرکے بنائیں خود بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ وہ لڑکا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس چھری اور بکری لایا، اپنی ماں کا پیغام دیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: چھری واپس لے جاؤ اور پیالہ لے آ۔ لڑکے نے کہا: یہ بکری بوڑھی اور کمزور ہے، دودھ دینے والی نہیں ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم پیالہ لاؤ۔ وہ پیالہ لے آیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دستِ مبارک سے اُس بکری کے تھن چھوئے اور دودھ سے پیالہ بھر کر فرمایا: یہ پہلے اپنی والدہ کو پلا کر آؤ، دوسرا پیالہ اُس کو دیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پیا اور رات کو قیام فرما کر صبح کو روانہ ہوئے۔ اُس عورت نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام "مبارک" رکھا، اُس کی بکریوں اور دودھ میں برکت ہوگئی۔ وہ عورت اپنے اُسی لڑکے کے ساتھ مدینہ میں آئی۔ اُس لڑکے نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں دیکھ کر پہچان لیا اور اپنی ماں سے کہا: یہ وہ آدمی ہیں جو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ ہمارے یہاں رات ٹھہرے تھے۔ عورت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور بولی اے اللہ کے بندے! تیرے ساتھ وہ آدمی کون تھا، جو ہمارے گھر ایک رات رہا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تُو نہیں جانتی۔ عورت نے کہا: نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ اللہ کے نبی محمد رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے۔ عورت نے کہا: مجھے اُن کے پاس لے چلو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں آپ کی خدمت میں لے آئے۔ اس نے کچھ تحفے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُس عورت کو کپڑے و نقدی عنایت فرمائی اور اُس نے اسلام قبول کرلیا۔[86]

فائدہ: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے اختیار پر اتنا وُثوق (اعتماد) تھا کہ محض منہ مبارک سے بولنے کی دیر ہوگی اور کام ہو جائیگا جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔

عتبہ بن فرقد کو معطر و معنبر بنادیا: حضرت عتبہ بن فرقد کی بیوی سے مروی ہے کہ ہم چار عورتیں عتبہ کے نکاح میں تھیں، ایک دوسرے سے بڑھ کر خوشبو لگائیں۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ عتبہ کی خوشبو پر ہماری خوشبو غالب آجائے لیکن عتبہ کی خوشبو سب کی خوشبو پر غالب رہتی اور جب وہ

(85) نسيم الرياض، القسم الأول في تعظيم العلي الأعظم لقدر النبي ﷺ، وشاة عبد الله ابن مسعود، ٤/١٣٩، دار الكتب العلمية، بيروت، ٢٠١١م

(86) أسد الغابة ط العلمية، باب: حبيش بن خالد، ١/٦٨٤، الحديث: ١٠٧٥، الناشر: دار الكتب العلمية، سنة النشر: ١٤١٥هـ ١٩٩٤م

آدمیوں میں بیٹھتا تو وہ کہتے: ہم نے آج تک ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ ہم سب نے ایک دن اپنے خاوند عتبہ سے سوال کیا کہ تم یہ خوشبو کہاں سے لاتے ہو، جو نہ کسی خوشبو سے ملتی ہے اور نہ ہی مغلوب ہوتی ہے۔ عتبہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے عہدِ (زمانۂ) مبارک میں ایک مرتبہ میرے جسم پر پھوڑے پھنسی ہو گئے تھے تو میں نے آپ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے کپڑے اتارنے کو فرمایا، میں کپڑے اتار کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا لُعابِ دہن اپنے دستِ مبارک پر لیا اور میرے پیٹ اور کمر پر مَلا، میرے زخم درست ہو گئے اور یہ خوشبو باقی رہ گئی۔[87] مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "خوشبوئے رسول"۔

اُمِ معبد کی بکری کا دودھ: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ ﷺ کا غلام عامر بن فہیرہ اور رہبر عبد اللہ بن اریقط تھے۔ آپ ﷺ اُمِ معبد خزاعیہ کے خیمہ پر تشریف لائے، وہ درمیانی عمر کی عورت تھی مسافروں کو کھانا وغیرہ کھلایا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے اُس سے معلوم فرمایا کہ تیرے پاس کھجور یا گوشت فروخت کرنے کے لئے ہے؟ اُمِ معبد نے کہا: خشک سالی کی وجہ سے ہر چیز کمیاب (نایاب) ہے، میرے پاس کچھ موجود نہیں۔ اُس کے خیمہ میں ایک بوڑھی بکری بندھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ بکری کیسی ہے اُمِ معبد نے کہا یہ بکری بوڑھی ہے کمزوری کی وجہ سے چراگاہ تک بھی نہیں جا سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ دیتی ہے؟ اُس نے کہا: اِس کا دودھ کبھی کا خشک ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تُو ہمیں اِس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہے؟ اُمِ معبد نے کہا: جو چاہیں کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بکری لاؤ۔ آپ ﷺ نے اُس کے تھنوں میں اللہ کا نام لے کر اپنا دستِ مبارک لگایا بکری اُسی وقت ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہو گئی، تھنوں میں دودھ اُتار لیا جگالی کرنے لگی (بار بار چبانے لگا)۔ آپ ﷺ نے ایک بڑے برتن کو دودھ سے بھر دیا اور اپنے رُفقاء کو سیر شکم کر کے، خود نوش فرمایا۔ دوسری مرتبہ اُس برتن کو دودھ سے بھر کر اُمِ معبد کو دیا اور بکری کو خرید کر، اُس کے پاس ہی چھوڑ دیا پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اُس کا شوہر اُمِ معبد کے پاس اپنی لاغر اور کمزور بکریاں لایا۔ گھر میں دودھ دیکھ کر تعجّب سے پوچھا: یہ دودھ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بکری بوڑھی ہے، دودھ نہیں دیتی ہے۔ اُمِ معبد نے کہا: ہمارے پاس آج ایک مبارک آدمی گزرا ہے اُس کا حال یہ ہے۔ ابو معبد نے کہا: اُس کے اوصاف تفصیل سے بیان کیجئے۔ اُمِ معبد نے کہا: میں نے ایسا آدمی دیکھا ہے:

"جس کا ظاہر روشن اور چہرہ نیکوکار، درخشاں (چمکتا) اور کُشادہ اَبرو، دل پسند صورت، نیک خو (خوش اخلاق)، پاک سیرت، کُشادہ پیشانی، انتہائی حسین، درمیانہ جسم، نہ دُبلا نہ موٹا، خوب صورت، خوش وَضع، صاحبِ جود وسخا، فراخ سیاہ چشم، دل کش چہرہ، خوب صورت پلکیں، نرم آواز، گردن درمیانہ (گردن لمبی اور چمکدار تھی)، چھوٹی کوتل (گُدی) نہ لمبی نہ چھوٹی مگر مناسب، بھری داڑھی، کشادہ اَبرو، دانت موتیوں کی لڑی، خاموش پُر وقار، سب انسانوں سے زیادہ حسین و جمیل، نجیف وشریف، عظیم القدر، دور و نزدیک سے جمالِ ظاہری و باطنی چہرہ پر ظاہر، شیریں کلام خوشگوار، خوش رو، مجسّم نور، فصیح و بلیغ، اُن کا کلام، لُطف آمیز اور سُرور افزا، صحتِ تلفظ وسلاست میں بے مثل، میانہ قد، سرو کی طرح مستقیم، چہرہ پر تازگی ورونق، صاحبِ قدر و حشمت، اُن کے رفیق سا تھی، بے دام غلام، اُن کی گفتگو بغور سنیں، حکم فوراً بجا لائیں، بصدقِ دل خدمت گزار، جاں نثار، اطاعت شعار، ہمہ وقت فدا ہونے کو تیار، وہ خوش خو، تُرش روئی سے دور، رحم ودرگزر کرنے والے۔"

ابو معبد نے اِن اُوصاف کو سُن کر کہا: بخدا یہ وہی شخص تھے، جنہوں نے مکہ میں دعویٰ نبوّت کیا ہے۔[88]

فائدہ: کیا خوش قسمت تھے، وہ لوگ جو آنکھوں سے ایسے کمالات دیکھ کر دولتِ اسلام سے نوازے گئے لیکن پھر بھی اُس دور میں بدبختوں، منکروں کی بھی کمی نہیں تھی جیسے آج منکر ہیں، تو اُس وقت بھی تھے۔

(87) الخصائص الكبرى. فائدة في عدم احتراق المنديل الذي كان يمسح به رسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه وخروجه من النار مبيضا. ١٤١/٢. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت

(88) أسد الغابة ط العلمية. باب: حبيش بن خالد. ٦٨٤/١. الحديث: ١٠٧٥. الناشر: دار الكتب العلمية. سنة النشر: ١٤١٥هـ ١٩٩٤م

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں پانی ختم ہونے کی وجہ سے لوگ پیاسے ہوگئے، آپ ﷺ اُن کے درمیان تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک چمڑے کے پیالے میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اُس سے وضو فرمایا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے پاس پانی موجود نہیں کہ جس سے ہم وضو کریں یا پیئیں اِس برتن میں پانی کے سوا۔ نبی کریم ﷺ نے اُس برتن میں ہاتھ رکھا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح جاری ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم حدیبیہ میں کتنے آدمی تھے۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمارے لئے کافی ہوتا مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔[89]

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات میں سے ایک کمال یہی ہے کہ دریا بہادیئے۔ تفصیل فقیر کا رسالہ پڑھئے "دریا بہادیئے"۔

ثعلبہ کا انجام بد: حضرت ابو امامہ باہلی راوی ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دولت مند کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ثعلبہ! تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم سے شکر ادا نہ ہوسکے۔ اُس نے پھر دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اے ثعلبہ! کیا تم اِس بات کو پسند نہیں کرتے ہو کہ تم اِسی حال میں رہو جس حال میں اللہ کے نبی ﷺ نے رہنا پسند کیا ہے۔ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَرَدْتُ أَنْ تَسِيرَ الْجِبَالُ مَعِي ذَهَبًا وَفِضَّةً لَسَارَتْ

یعنی: اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونا اور چاندی کے ہوکر میرے ساتھ چل پڑیں۔

ثعلبہ بولا اُس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بناکر بھیجا اگر آپ اللہ سے دعا کردیں اور وہ مجھے دولت مند بنادے تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اللّٰهُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ مالا **یعنی:** یااللہ! ثعلبہ کو دولت مند بنادے۔

ثعلبہ نے کچھ بکریاں لے لیں، وہ بکریاں ایسی بڑھیں کہ اُس کے لئے مدینہ میں رہنا مشکل ہوگیا تو وہ مدینہ کی ایک وادی میں جاکر آباد ہوگیا (جو پنجگانہ نمازیں حضور ﷺ کے پیچھے پڑھتا تھا اب صرف) ظہر و عصر کی نمازیں جماعت سے پڑھتا تھا پھر اُس کے مال میں اور ترقی ہوئی تو اُس وادی میں رہنا مشکل ہوگیا تو وہ اور وسیع ترین میدان (زیادہ کھلی جگہ) میں چلا گیا تو ظہر و عصر میں حاضری سے بھی رہ گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے لگا۔ پھر مال اور بڑھا تو وہ اور ہی دور چلا گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے سے بھی رہ گیا۔ اب جمعہ کو آنے والے سواروں سے مدینہ منورہ کے حالات پوچھتا، اُس کی اِس صورتِ حال پر حضور ﷺ نے بہت افسوس فرمایا۔ پھر زکوٰۃ وُصول کرنے کا حکم بھی نازل ہوگیا تو حضور ﷺ نے دو شخصوں کو زکوٰۃ وُصول کرنے کے لئے صاحبِ استطاعت لوگوں کے پاس روانہ کیا۔ زکوٰۃ وُصول کرنے والے حضور ﷺ کا خط مبارک لے کر ثعلبہ کے پاس تشریف لائے تو اُس نے کہا: یہ تو وہی ٹیکس ہے جو غیر مسلموں پر (جزیہ) ہے مجھے کچھ خبر نہیں۔ جاؤ فلاں، فلاں کے پاس جاؤ، اُن سے لے آؤ پھر میرے پاس آنا میں کچھ سوچ لوں۔ وہ وہاں سے سلمٰی کے پاس تشریف لے گئے، سلمٰی کے پاس اونٹ تھے تو اُس نے عمدہ عمدہ اونٹ زکوٰۃ کے لئے جس قدر حق بنتا تھا اُس سے بھی بڑھ کر پیش کردئے۔ عاملوں (زکوٰۃ وصول کرنے والے نمائندوں) نے کہا کہ یہ تو حق واجب سے بڑھ کر ہے، وہ کہنے لگا کہ کوئی بات نہیں، میرا دل اِسی سے خوش ہوگا۔ وہ وہاں سے دوسروں کے پاس گئے اور آخر میں ثعلبہ کے پاس آئے تو اُس نے پھر وہی بے ہودہ باتیں کیں۔ عامل واپس آگئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی کچھ کہہ نہ پائے تھے کہ آپ ﷺ نے پہلے ہی فرمادیا " وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ " اے ثعلبہ! تجھ پر افسوس ہے! اُس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی "وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ" کہ کچھ وہ لوگ

(89) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ٤/ ١٩٣، الحديث: ٣٥٧٦، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ

ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر اُس نے ہمیں مال دیا تو ہم ضرور اُس کی راہ میں دیں گے (لیکن انہوں نے وہ عہد پورا نہ کیا) ثعلبہ کے اَقارب (رشتہ داروں) کو پتہ چلا تو اُنہوں نے اُسے جا کر بتایا کہ تیرے بارے میں تو کلامِ الٰہی نازل ہو گیا ہے تو وہ صدقہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ مَنَعَنِي أَنْ أَقْبَلَ مِنْكَ صَدَقَتَكَ **یعنی:** اللہ نے مجھے تیرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرنے سے منع کر دیا ہے۔

تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: هٰذَا عَمَلُكَ، قَدْ أَمَرْتُكَ فَلَمْ تُطِعْنِي

یعنی: یہ تیرا عمل ہے حالانکہ میں نے تجھے شروع میں کہا تھا اور تو نے میری بات نہ مانی تھی۔

پھر وہ چلا گیا اور حضور ﷺ کے وصال تک واپس نہ آیا پھر حضرت ابو بکر کی خلافت میں زکوٰۃ لے کر آیا، اُنہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے چونکہ قبول نہیں کی تھی اِس لئے ہم قبول کرنے سے معذور ہیں۔ پھر عمر فاروق کی خلافت میں لایا اُنہوں نے بھی قبول نہ کی پھر عثمان غنی کی خلافت میں لایا اُنہوں نے بھی قبول نہ کی اور کہا: لَمْ يَقْبَلْهَا رَسُولُ اللّٰهِ، وَلا أَبُو بَكْرٍ، وَلا عُمَرُ، أَنَا أَقْبَلُهَا؟

کہ نہ تو حضور ﷺ نے قبول کی نہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اور میں کیسے قبول کر لوں۔

آخر وہ خلافتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوران فوت ہو گیا۔[90] (ابن کثیر، جلد ۲، صفحہ: ۲۷۴ و الاصابہ، جلد ۱، صفحہ: ۱۹۹ و اسد الغابہ، جلد ۱، صفحہ: ۲۳۷)

فوائد:

(۱) ثعلبہ نے منہ مانگا پایا لیکن بچا نہ سکا۔

(۲) نبی پاک ﷺ کو اپنے تصرّفات و اختیارات کا علم تھا جیسا کہ ثعلبہ کو بتا کر اُسے اپنی سیرت مبارکہ اپنانے کی دعوت دی لیکن اُس بدبخت نے قبول نہ کی۔ اِس سے وہ بدبخت غور کرے، جس کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ بے اختیار اور مجبورِ محض تھے۔ (معاذ اللہ)

(۳) ثعلبہ کو مالا مال کر دیا جیسے اُس نے مانگا منہ مانگا پایا۔

(۴) بعض اوقات دنیا و دولت، اللہ و مصطفیٰ جل جلالہ و ﷺ سے دور کر دیتی ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ جس پر ناراض ہو، اُس کا وسیلہ تو نبی ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے طفیل دیگر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہیں اور جس پر نبی پاک ﷺ ناراض ہو جائیں، اُس کی نجات کی امید بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے کی بخشش نہیں فرماتا۔

جسے اللہ پکڑے اُسے حضور نبی پاک ﷺ چھڑاتے ہیں، لیکن جسے نبی پاک ﷺ پکڑیں اُسے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔

ابو عامر کا انجامِ بد: جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ یہ دین جس کی آپ ﷺ دعوت دیتے ہیں کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہی سیدھا اور روشن دین ہے، جس کی حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوت دیتے تھے وہ کہنے لگا پس تو میں اسی دین پر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں تم اس پر نہیں ہو۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ پھر کہنے لگا یا محمد ﷺ آپ ﷺ نے اس دین

(90) تفسير ابن كثير ت سلامة، التوبة: ٧٩، ٤/ ١٨٤، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية ١٤٢٠هـ ١٩٩٩م

الإصابة في تمييز الصحابة [الثاء بعدها العين المهملة]، ثعلبة بن حاطب: ، ١/ ٥١٦، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى ١٤١٥هـ

أسد الغابة ط العلمية، باب الثاء مع الراء ومع العين: ثعلبة بن حاطب، ٤٦٢/١، الحديث: ٥٩٠، الناشر: دار الكتب العلمية، سنة النشر: ١٤١٥هـ ١٩٩٤م

میں وہ باتیں داخل کر دی ہیں جو پہلے سے اس میں نہ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں اس دین کو نہایت روشن اور ستھرے طریقے سے لایا ہوں۔

ابو عامر کہنے لگا کہ جھوٹے کو خدا دور دراز، تنہا مارے۔ اِس سے حضور ﷺ کی طرف اشارہ اور اُس کی مراد یہ تھی کہ آپ ﷺ اس کے مصداق ہیں۔ (معاذ اللہ)

حضور ﷺ نے فرمایا: "أَجَلْ، فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللهُ تَعَالَى ذَلِكَ بِهِ" یعنی: ہاں جو جھوٹا ہو خدا تعالیٰ اُس کے ساتھ یوں ہی کرے۔

پس اُس دشمنِ خدا کے ساتھ ہی ایسا ہوا وہ مکہ کی طرف چلا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو وہ طائف بھاگ گیا پھر جب اہلِ طائف اسلام لے آئے تو وہ شام کو نکل گیا: فَمَاتَ بِهَا طَرِيدًا، غَرِيبًا، وَحِيدًا[91] (اسد الغابہ، جلد۲، صفحہ: ۶۷) یعنی: پس وہیں شام میں دور دراز تنہا مر گیا۔

پتھر کو بلایا: روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سمندر کے کنارے تشریف فرما تھے۔ عکرمہ کہنے لگے اگر آپ ﷺ نبی صادق ہیں تو سمندر کے اُس پار جو پتھر ہے اُسے بلایئے۔ وہ پتھر سمندر کو عبور کرے اور آپ ﷺ کی تصدیق کرے مگر پانی میں نہ ڈوبے۔

فَأَشَارَ إِلَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَانْقَلَعَ الْحَجَرُ مِنْ مَكَانِهِ، وَسَبَّحَ حَتَّى صَارَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَهِدَ لَهُ بِالرِّسَالَةِ[92] (حجة الله، صفحہ: ۱۵)

یعنی: حضور ﷺ نے پتھر کی جانب اشارہ کیا، وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا اور سمندر کو عبور کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں آ گیا اور اُس نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ کشتی کا سمندر میں ٹھہر جانا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ پتھر کا حضور ﷺ کے حکم سے سمندر کو عبور کرنا اور رسالت کی گواہی دینا عجیب و غریب ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ، وَقَالَ لَهُ: "بُورِكَ فِيكَ". قَالَ الذَّيَّالُ: فَرَأَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتَى بِالشَّاةِ الْوَارِمِ ضِرَاعُهَا، وَالْبَعِيرِ، وَالْإِنْسَانِ بِهِ الْوَرَمُ، فَيَتْفُلُ فِي يَدِهِ، وَيَمْسَحُ بِصَلْعَتِهِ، وَيَقُولُ: "بِسْمِ اللهِ، عَلَى أَثَرِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"، فَيَمْسَحُهُ، ثُمَّ يَمْسَحُ مَوْضِعَ الْوَرَمِ، فَيَذْهَبُ الْوَرَمُ[93]

یعنی: حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پھیر کر فرمایا: تجھ میں برکت دی گئی۔ حضرت ذیال فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کے کسی مقام پر ورم (سوجن) ہو جاتا تو اس کو حضرت حنظلہ کے پاس لے آتے

(91) السيرة النبوية لابن هشام، المتن، ۲/ ۱۶۷، الناشر: شركة الطباعة الفنية المتحدة

(92) حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين، ص ۲۱، الناشر: مكتبة الجندي، ۱۹۷۲م

(93) الخصائص الكبرى، باب فائدة في عدم احتراق المنديل الذي كان يمسح به رسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه وخروجه من النار مبيضا، ۲/ ۱۴۰، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت
شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الأول: في كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم، ۵/ ۴۶۰، الناشر: دار الكتب العلمية، الطبعة: الأولى ۱۴۱۷هـ ۱۹۹۶م

اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لُعابِ دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے: ''بِسْمِ اللهِ عَلَى أَثَرِ يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ'' اور پھر وہ ہاتھ ورم (سوجن) کی جگہ پر مل دیتے تو ورم (سوجن) فوراً اتر جاتا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۳، زرقانی علی المواہب، جلد ۴، صفحہ: ۱۸۶)

فائدہ: یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حنظلہ کے بچپن میں اُن کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور اُس کا اثر اُن کی عمر بھر رہا اور وہ بھی کیسا کہ فقط وہی اُس سے مستفید نہ تھے بلکہ دوسرے انسان و حیوان بھی اُس سے فائدہ اور شفا حاصل کرتے۔

مُتَعَدِّیٔ کرم: دستِ مبارک کی برکت حنظلہ کے سر کے پوست پر قائم ہوئی اور جب وہ اپنا ہاتھ اُس پر لگاتے تو اُن کے ہاتھ میں آجاتی اور پھر وہ برکت بیمار تک پہنچتی اور وہاں جا کر یہ اثر کرتی کہ اُس کو صحت ہو جاتی۔ اِس طرح کے بیشمار معجزات ہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر، القادری، ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

۱۳ محرم ۱۴۲۳ھ